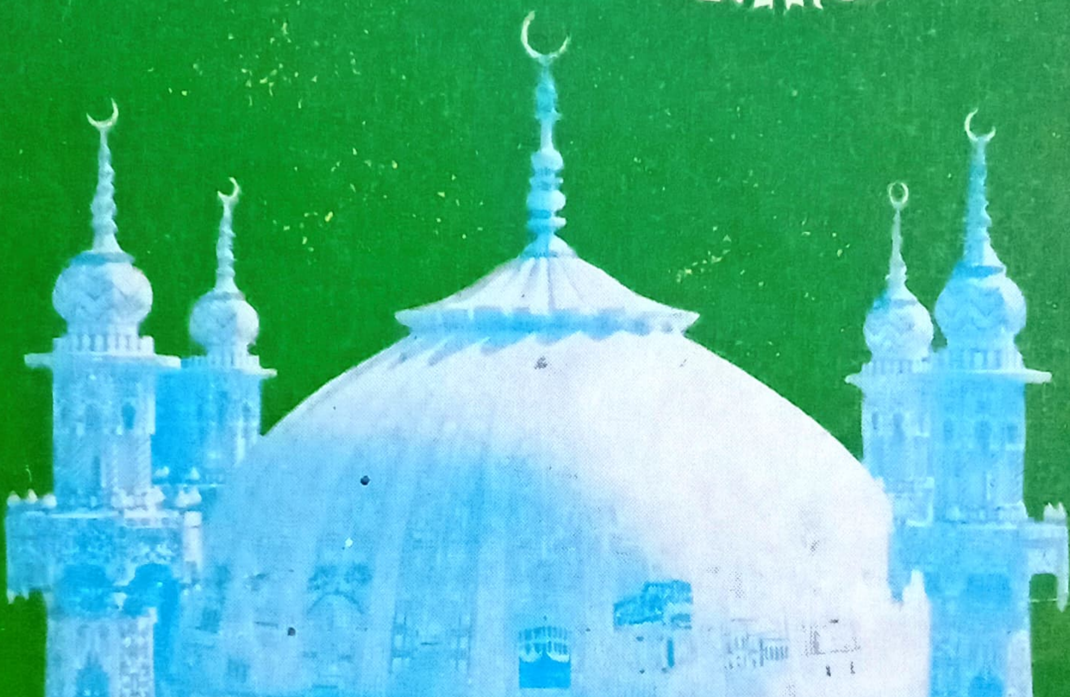
قطب الاولیاء

سید محمد اکمل اجملی

نائب سجادہ نشین، دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد



شاہ اجمل اشاعت گھر، ۱۹۹ - دائرہ شاہ اجمل، الہ آ

۷۸۶
۹۲

قطب الاولیاء

حضرت میر سیّد محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّد محمد اکمل اجملی
نائب سجّادہ نشین دائرہ شاہ اجملؒ الہ آباد

شاہ اجمل اشاعت گھر ۱۹۹۔ دائرہ شاہ اجملؒ الہ آباد

اِنتساب

اپنے دور کی تین ۳ عظیم المرتبت شخصیتوں کے نام

* قطب الصمد ابی و مرشدی حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی مدظلہٗ العالی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجملؒ الٰہ آباد
* خالِ مکرم ولی کامل احسن العلماء حضرت مولانا سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ صاحبِ سجادہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ
* مخدومی و معظمی حضرت سید ضیاء الدین احمد معروف ضیا میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف ضلع جالون

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

حرفِ اوّل

بعد حمد خدائے بزرگ و برتر و نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بندہ کمترین عرض پرداز ہے کہ ایک مدت سے خواہش تھی کہ قطب الاولیاء حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و خدمات رقم کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ میں مشکور ہوں برادر محترم جناب مولانا ظہیرالدین قادری مدیر اعلیٰ استقامت ڈائجسٹ کانپور کا کہ جنھوں نے اصرار مزید سے مجھ سے استقامت کے لئے برابر لکھنے کی فرمائش کی۔ اُن کے اصرار نے واقعی بڑا کام کیا اور اس کمترین خلائق نے نہ صرف میر سید محمد کالپوی بلکہ پیران سلسلہ عالیہ قادریہ کے حالات و خدمات پر ایک ضخیم تذکرہ ہی لکھنا شروع کردیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ استقامت کے لئے بھی حضرت میر سیّد محمّد کالپوی کے سلسلہ پر قلم اُٹھایا جس کی قسطیں جلد ہی استقامت میں شایع ہوں گی۔ عنوان جس کا سلسلہ محمدیہ اور اس کی خدمات ہے میرے برادر نسبتی ڈاکٹر سید محمد امین ولی عہد خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ کی خواہش ہوئی کہ ایک رسالہ آپ حضرت میر سید محمد کالپوی کے حالات و خدمات پر الگ سے تحریر فرمائیں جسے کتابی شکل میں زیور طبع سے آراستہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ رسالہ اُن کی خواہش پر وجود میں آیا اور اضافہ مزید کے ساتھ ان کی خواہش پر زیور طبع سے آراستہ ہوا اور شاہ اجمل اشاعت گھر نے اسے شایع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انشاءاللہ یہ سلسلہ قائم و دائم رہے گا اور اس کے بعد آپ کے خلف اکبر حضرت میر سیّد احمد کالپوی قدس سرہٗ اور حضرت قطب الاقطاب شیخ محمّد افضل الٰہ آبادی پر بھی جلد ہی ایک رسالہ منظر عام پر آئے گا۔ اس رسالہ کے بعد حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ خلف حضرت میر سیّد احمد کالپوی اور ان کے خلیفہ حضرت سیّد شاہ برکت اللہ مارھروی بانی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ کی حیات و خدمات پر بھی شایع کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے ساتھ تین عظیم المرتبت شخصیتوں کی حوصلہ افزائی اور دعائیں نیز مولانا ظہیرالدّین قادری، ڈاکٹر سیّد محمد امین قادری مولانا رحمت اللہ صاحب اور برادر عزیز سیّد محمّد افضل اجملی نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل کے خلوص و محبت سے پُر مشورے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے تمام خواب شرمندۂ تعبیر ہوں گے۔

سید محمد اکمل اجملی محمدی افضلی جنیدی قادری۔

نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الٰہ آباد

حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خاندانی حالات :-

حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادات ترمذی کی مشہور و معروف شخصیت ہیں جنھوں نے اپنے تبحرِ علم و صفائی باطن سے ہزاروں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی رہبری فرمائی۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید حسین اصغر بن حضرت امام زین العابدین بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ حضرت سید حسین اصغر کی والدہ حضرت سیدنا امام حسن کی دختر لائقہ و فائقہ حضرت فاطمہ تھیں۔ آپ کو وہی شرف حاصل تھا جو حضرت عبداللہ المحض کو حاصل تھا۔ آپ کے والد حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن اور والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں۔ آپ نے اپنے والد حضرت امام زین العابدین سے جملہ علوم حاصل کئے اور تمام اسرار و رموز معرفت کی تحصیل کی اور اپنے عہد کے متبحر عالم اور عارف زمانہ اور قطب اکبر ہوئے۔ آپ نے اپنے والد سے وہ تمام حالات سنے جو آپ کے جد والا تبار اور دیگر افراد خاندان کے ساتھ پیش آئے۔ اس لئے آپ پر ایک گریہ کی کیفیت طاری رہتی۔ اپنے جد اعلیٰ کی مانند آپ کی نگاہ میں دُنیا اور دُنیاداروں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ آپ دُنیا کو اپنے جد اعلیٰ کی مانند تین طلاقیں دے چکے تھے۔ سارا وقت یاد الٰہی اور خدمتِ خلق میں گذرتا اور اسی طرح ساری زندگی گذار دی۔ جب سنِ تمیز کو پہونچے اور وقت آیا تو اپنے جد والا تبار کی سنت ادا کی اور خاندان کی ایک لائقہ و فائقہ صاحبزادی سے عقد کیا اور ان کے بطن طاہرہ سے ایک فرزند سید علی پیدا ہوئے۔ یہ بھی اپنے والد کی مانند عارف وقت اور صاحب باطن بزرگ ہوئے اور خاندانی روایت کے مطابق سیر چشمی، سخاوت اور شجاعت میں مشہور ہوئے۔ آپ کے فرزند حضرت سید حسن بھی اپنے والد کی مانند شجاع، سخی اور بے حد متقی و پرہیزگار تھے۔ یہ وہ دور تھا جب عرب پر بنو اُمیہ کی جابرانہ حکومت تھی اور اشراف مدینہ خصوصاً سادات کرام پر بنو اُمیہ ظلم و ستم توڑ رہے تھے۔ ان کی املاک ضبط کی جارہی تھیں، ان کے گھر مسمار کئے جارہے تھے، اُن کے افراد کبھی سولیوں پر چڑھائے جارہے تھے، کبھی قیدخانوں میں شکنجوں میں کسے جارہے تھے اور یہ سب صرف اس لئے ہو رہا تھا کہ یہ حضرات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل تھے اور ان کا خونی تعلق حضرات علی و فاطمہ، حسن حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تھا جن سے بنو اُمیہ کو سخت عداوت تھی اور ان کے حکم پر حکام بھی ان ذوات قدسیہ کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کرتے۔ اس عہد میں صرف حمص ہی ایک ایسا مقام تھا جہاں کا حاکم دوسروں کی بہ نسبت نرم دل تھا۔

حضرت حسن نے غنیمت جانا اور اپنی جان اور اپنے خاندان کی بقا نیز تبلیغ دین کی آزادی کے لئے اس شہر کو منتخب کیا اور اپنے خانوادہ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور حمص تشریف لائے۔ حمص عرب و عجم کے مابین ایک مشہور شہر ہے جہاں سب سے پہلے اشرافِ مکہ و مدینہ خصوصاً سادات کرام نے مع اپنے خانوادوں کے ہجرتیں فرمائیں۔ یہیں آپ کے فرزند حضرت سید محمد پیدا ہوئے۔ آپ کے دیگر برادران حمص میں ہی رہے، مگر آپ نے ایران کے علاقہ ترمذ کو پسند فرمایا اس لئے کہ یہاں حضرت علی کے ماننے والوں کی تعداد کافی تھی۔ آپ نے حمص سے ترمذ ہجرت فرمائی۔ اور بعد میں حضرت سید محمد مدنی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی عرفیت ناصر تھی اس لئے سید محمد مدنی عرف سید محمد ناصر ترمذی کے نام سے مشہور و معروف اور اسی مقدس نام سے مشہور ہوئے اور آج تک اسی نام سے تاریخ و تذکروں کے صفحات پر موجود ہیں۔ حضرت سید محمد ترمذی کے کئی صاحبزادگان پیدا ہوئے۔ ان میں دو حضرات اول حضرت سید حسن اور دوم سید ابوبکر کی اولادنے ترمذ سے مختلف جگہوں کی طرف ہجرتیں فرمائیں اور بعد میں ہندوستان کی سرزمین کو پسند کیا۔ حضرت سید محمد مدنی کے فرزند حضرت سید حسن اور ان کے فرزند سید حسین اور ان کے فرزند سید علی کاکی بھی مشہور آفاق شخصیتیں گذری ہیں۔ حضرت سید حسن حسن ثانی کہلائے۔ آپ اپنے جد مادری حضرت سیدنا امام حسن سے مشابہ تھے جنھوں نے حضرت امام حسن اور ان کے بیٹے حضرت حسن مثنیٰ کی زیارت کی تھی وہ اسی مناسبت کی بنا پر حسن ثانی کے نام سے پکارتے تھے۔ وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ صلح پسند تھے اس لئے حسن ثانی کہلائے۔ ان کے فرزند حضرت حسین بھی اپنی سیر چشمی، سخاوت اور شجاعت نیز زہد و تقویٰ کے باعث ترمذ کے مشہور عرفا میں گنے جاتے تھے۔ حضرت سید حسین کے بیٹے سید علی کاکی بھی اپنے دور کی بڑی شخصیت گذرے ہیں۔ کاکی لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ حاجیوں کے لئے خیمہ بنواتے اور روٹیاں تقسیم کرتے۔ ضیائے محمدی کے مصنف نے کاکی لقب کی وجہ یہی بیان کی ہے: "وجہ لقب کاکی این است کہ ایشاں رباطی برائے محتاج ساختہ کاکہا کہ نان تنک باشد تقسیم می فرمودند" (ضیاء محمدی مصنفہ منشی احمد علی رسا صفحہ ۱۵) اوپر کی گئی باتوں کی تصدیق بھی ضیائے محمدی سے اور نسب نامہ حضرت سید شاہ علی کبیر معروف حضرت سید شاہ میر نجان الہ آبادی سے ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت حسین اصغر حضرت امام حسین کے پوتے اور حضرت امام حسن کے نواسے تھے۔ حضرت امام زین العابدین کے بارے میں صاحب ضیائے محمدی رقم کرتے ہیں: "آنحضرت را دو زوجہ مطہرہ بودند یکے فاطمہ بنت حسن کہ از بطنِ ایشاں شش پسر متولد شدند۔ کلاں تر حضرت امام محمد باقر و خرد تر حضرت حسین اصغر و از ایشاں سید علی دستگیر و از ایشاں سید حسن حمص بوجود آمدند بالفتح والکسر نام شہریست مابین عرب و عجم کہ اکثری از اشرافِ مدینہ طیبہ از ظلم حکام آنطرف اذیتہا کشیدہ دراں شہر آباد شدند و پس ازاں باطراف و اکناف عجم متفرق گردیدند و از سید حسن حمص سید محمد مدنی عرف شاہ ناصر ترمذی و از ایشاں سید حسن ثانی و از ایشاں

سید حسین واز ایشاں سید علی کاکی پیدا شدند" (ضیائی محمدی قلمی صفحہ ۱۵) سید شاہ میر نجان الٰہ آبادی نے بجائے حضرت حسن کے حضرت سید محمد مدنی عرف سید شاہ ناصر ترمذی کے بارہ میں مدینہ سے ترمذ ہجرت کرنے کی نشان دہی کی ہے۔ "حضرت امیر سید محمد مدنی عرف شاہ ناصر ترمذی ایشاں از مدینہ منورہ معہ اہل و عیال خود ہجرۃ نمودہ بترمذ سکونت اختیار کردند" (نسب نامہ سید شاہ میر نجان الہ آبادی قلمی) منظوم شجرہ میں بھی۔ آپ نے سید محمد مدنی کی ہجرت کو نظم کیا ہے ؎

زسید ابا بکر عالی تبار — زسیّد محمد سراپا وقار
کہ مشہور شد شاہ ناصر بنام — رواں شد بخویش و اقارب تمام
زشہر مدینہ بترمذ رسید — مہاجر بخویشان خود آں سعید
نمود اختیار سکونت دراں — مزارش بود آں خجستہ مکاں

(نسب نامہ سید شاہ علی کبیر معروف سید شاہ میر نجان الہ آبادی قلمی)

الغرض حضرت سید علی کاکی بھی تعلیت کبریٰ پر فائز تھے اور خدمت خلق میں ممتاز تھے۔ حضرت سید علی کاکی کے فرزند حضرت سید احمد تختہ یا توختہ بھی مشہور و معروف شخصیتوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ولی کامل وقطبِ وقت تھے۔ وجہ لقب توختہ یا تختہ ضیائی محمدی نے یہ تحریر کی ہے کہ آپ ہر جمعہ کو ادائیگی نماز جمعہ کے لئے تختہ پر سوار ہوتے اور ہوا پر اُڑتے ہوئے مکہ معظمہ میں نماز ادا فرمانے جاتے۔ آپ کا دوسرا لقب مثالِ رسول بھی ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ ایک بزرگ نے مدینہ منورہ میں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی۔ آپؐ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ اگر میری زیارت کرنی چاہتے ہو تو سید احمد جو میری اولاد میں ہے اور تختہ پر سوار ہوکر مدینہ و مکہ میں آتا ہے اُس کی زیارت کرو، وہ شکل وصورت میں میرے جیسا ہے۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہوگئی اور لوگ آپ کی زیارت کرنے لگے اور لقب مثالِ رسول مشہور ہوگیا۔ ضیائی محمدی کے الفاظ یہ ہیں:

"سید احمد تختہ مثالِ رسول مدفون شہر لاہور شدند باعث لقب تختہ اینکہ حضرت ایشاں برائے نماز ہر جمعہ بریک تختہ سوار شدہ در مکہ معظمہ برروئے ہوا می آمدند آنحضرت سید احمد پسر خود را در ترمذ گذاشتہ در لاہور تشریف آوردہ انتقال فرمودند۔ وجہ لقب مثالِ رسول اینکہ بزرگی در معاملہ از جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ التماس زیارت جمال باکمال بچشم سر نمود ایما شد کہ شخصی از فرزندانم مسمی و شبیہ من برائے ہر نماز جمعہ تخت سوارہ در مکہ معظمہ بر روی ہوا می آید اگر او را ببینی زیارت من کردہ باشی وقتی آں بزرگ در مکہ معظمہ رسید ہیچگہ در معاملہ دیدہ و شنیدہ بود معاینہ نمود واللہ اعلم بحقیقۃ الحال" (ضیائی محمدی قلمی صفحہ ۱۵-۱۶)

بقول ضیائی محمدی حضرت سید احمد تختہ نے اپنے فرزند سید محمد کو ترمذ میں چھوڑا اور سنہ ہجری میں لاہور میں

انتقال فرمایا اور وہیں مدفون رہے۔ سید احمد تختہ کے فرزند بھی اپنے والد ماجد کی مانند متقی، پرہیزگار، زاہد عابد اور مقام قطبیت کبریٰ پر فائز تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کی مزار کی طرف سے اگر ہنود کے جنازے گذر جاتے تو کتنوں جلائے جاتے ہرگز نہ جلتے۔ حضرت سید محمد کے فرزند حضرت سید عمر بھی بڑے عابد و زاہد اور عارف باللہ تھے۔ ان کے فرزند حضرت سید ابوبکر کا شمار بھی ترمذ کی مقتدر شخصیتوں میں ہوتا تھا۔ سید ابوبکر کے فرزند حضرت سید حمزہ بھی اپنے نام کی مناسبت سے بڑے جری، بہادر اور عابد شب زندہ دار تھے۔ حضرت حمزہ کی شجاعت ان کے فرزند سید احمد زاہد میں ودیعت ہوئی۔ چنانچہ جب آپ کی شہرت ہوئی تو ان کو ترمذ سے سبکتگین بادشاہ نے غزنی طلب کیا اور اپنے ساتھ رکھا مگر سبکتگین کے انتقال کے بعد جب محمود غزنوی سریر آرائے سلطنت ہوا تو وہ اتنی التفات نہ رکھ سکا۔ یہ بات آپ کو بیحد گراں گذری اور آپ غزنی سے مع دو ہزار افراد خاندان اقربا، اعزہ نیز مریدین و معتقدین کے لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اور یہاں اپنے جد امجد حضرت سید احمد توختہ کی مزار پر حاضری دی۔ آپ نے بہ نفس نفیس آپ کو جملہ خصوصیات عطا کیں اور حکم دیا کہ لاہور کی حوالی میں ایک قصبہ سوانہ ہے وہاں کے راجہ پر اسلام پیش کرو اس لئے کہ وہ رعایا پر ظلم و ستم کرتا ہے۔ اور اسے اسلام کی تعلیم دو تاکہ وہ اپنے ظلم و ستم رعایا پر ڈھانے بند کردے اور اگر اسلام لے آئے تو اس سے تعرض نہ کرنا بلکہ اس کو نیک اور عادل بنانے میں اس کی مدد کرنا اور اگر اسلام نہ لائے تو بھی اس پر زور دینا کہ وہ رعایا پر ظلم و ستم بند کردے۔ اور اگر نہ مانے اور جنگ کرنے پر تیار ہو تو اس سے جہاد کرنا انشاء اللہ مظفر و منصور ہوگے۔ آپ نے بحکم جد امجد اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ اسلام لانے پر تیار نہ ہوا۔ پھر آپ نے عدل و انصاف اور رعایا پر رحم و کرم کرنے کی درخواست کی۔ راجہ نے تکبر سے یہ درخواست بھی آپ کی رد کردی۔ اب آپ نے اعلان جنگ کردیا۔ راجہ ہزاروں کی تعداد میں فوج لے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ کے بہت سے اعزہ و اقربا اور مریدین و معتقدین اس جہاد میں شہید ہوئے۔ آخر فتح آپ کی ہوئی اور سرکش راجہ قتل ہوا اور رعایا کو فرحت ملی۔ آپ سوانہ ہی میں متمکن ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ سب سے بڑے سید حسین دوسرے سید حامد اولیا اور تیسرے سید زید۔

سید زید اس جہاد میں شہید ہوئے بعد میں ان کی اولاد نے ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور ہندوستان کے مشرقی اضلاع میں آباد ہوئی۔ حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی اپنی بیاض میں رقم طراز ہیں "سید احمد زاہد سہالوی سہ پسر داشتند۔ سید حسین و سید حامد و سید زید شہید سالار لشکر۔ فرزندان سید حامد مذکور حضرت پیر روشن ضمیر حضرت قبلہ و کعبہ مطلق سید الاقطاب حضرت پیر سید محمد کالپوی و فرزندان سید حسین مذکور سادات سانڈی پالی و دائی پور سید شاہ علی عاشقان کہ مرقد ایشان در سرائے میر و فرزند ایشان دراں موجود اند و فرزندان سید زید شہید سالار لشکر مذکور سادات نونہرہ و بارہ و دیوکٹھہ و کنکولی و بھکوئی و سید مسعود ملک السادات بہ کارکہ

در غازی پور تشریف آور دند۔ (بیاض شاہ محمد اجمل الہ آبادی قلمی)

حضرت سید احمد زاہد کے فرزند اوسط حامد اولیاء کا شمار بھی بڑی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے والد کے ہمراہ اس جہاد میں شریک ہوئے اور بعد فتح سوانہ میں ہی سکونت پذیر ہوئے۔ بڑے جری بہادر، شجاع، سیر چشم اور عابد و زاہد تھے۔ پروردگار نے قطبیت کبریٰ جیسے مقام پر فائز فرمایا۔ آپ کے فرزند سید عمر بھی اپنے والد کی مانند خدمتِ خلق و خدمت دینِ محمدی میں ہمہ تن مشغول رہے۔ یہ بھی اپنے دور کے قطب تھے۔ حضرت سید عمر کے فرزند حضرت سید شہاب الدین کا شمار بھی بڑے عرفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت سید شہاب الدین کے بیٹے حضرت سید شمس الدین اور ان کے فرزند حضرت سید مجید الدین اور ان کے بیٹے سید سیف الدین عرفائے زمانہ اور قطبین و کاملین کی صفوں میں ممتاز حیثیت کے مالک اور اپنے دور کے بڑے لوگوں میں گذرے ہیں۔ حضرت سید سیف الدین کے بیٹے سید بخش اللہ اور حضرت سید بخش اللہ کے فرزند سید عماد الدین اور حضرت سید عماد الدین کے فرزند سید بہاء الدین سب کے سب حضرات اپنے دور کے علماء و فضلا و عرفا میں شمار کئے جاتے ہیں اور ان میں تقریباً سب حضرات اپنے اپنے دور میں مقام قطبیت کبریٰ پر فائز ہوئے اور اپنے تبحر علمی و حق شناسی کے باعث رہبر و رہنما کی حیثیت سے نہ صرف جالندھر بلکہ ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں ان حضرات کی اولاد نے اسلام کی تعلیم عام کی اور ہر دور میں ان کے خانوادہ کے افراد اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے ہجرتیں فرماتے رہے۔ چنانچہ حضرت سید محمد مدنی عرف سید ناصر ترمذی کے دوسرے فرزند حضرت سید ابو بکر کی اولاد میں عہد شرقی میں امیر کبیر حضرت میر سید حمید الدین محمد آبادی قدس سرہ نے بھی سوانہ سے ہجرت فرمائی اور آپ نے بھی حضرت سید احمد زاہد کی مانند اعظم گڈھ کے اس علاقہ میں خود سر قوم سے لوہا لیا، جہاد کیا اور ان میں سے بیشتر کو ان کے ظلم و ستم سے روکا اور وہاں بھی اسلام کی تعلیم عام کی اور اپنے فرزند حضرت سید محمد قدس سرہٗ کے نام سے اس قصبہ کو آباد کیا جو آج بھی محمد آباد گہنہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہ بزرگ راقم الحروف کے جد مادری و پدری ہیں یعنی میرے نانا کے یہ بزرگ جد پدری ہیں اور میرے دادا کے جد مادری ہیں۔ اسی باعث اس کمترین کو بھی اس نسبت کی باعث حضرت میر سید محمد کالپوی سے ایک خاص عقیدت اور قربت ہے۔ حضرت میر سید حمید الدین محمد آبادی کی اولاد محمد آباد گہنہ، غازی پور اور سکندر پور و دائرہ شاہ اجملؒ میں موجود ہے۔ حضرت میر سید حمید الدین محمد آبادی اور حضرت میر سید محمد کالپوی یک جدی ہیں۔ حضرت میر سید محمد کالپوی کے جد اعلیٰ سید حسین اور حضرت میر سید حمید الدین محمد آبادی کے جد اعلیٰ حضرت سید ابو بکر دونوں حضرات حقیقی بھائی اور حضرت میر سید محمد مدنی عرف سید شاہ ناصر ترمذی کے فرزند تھے۔ جیسا کہ نسب نامہ شاہ میر خان سے واضح ہے کہ سید حمید الدین طریقہ

درویشی رکھتے تھے اور سوانہ سے جو لاہور سرکار سے متعلق تھا سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں جون پور تشریف لائے۔ آپ کے معاصرین میں سید صدر جہاں اجمل فقیہ جون پوری اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء اور مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ حضرت میر سید محمد کالپوی کے جد امجد حضرت سید بہاء الدین قدس سرہٗ تک یہ خاندان جالندھر میں ہی مقیم رہا۔ حضرت سید بہاء الدین کے ایک عزیز خاص کالپی شریف کی مسند قضاۃ پر متمکن تھے۔ ان کے اصرار پر حضرت سید بہاء الدین کے فرزند حضرت سید ابوسعید دانش مند نے جالندھر سے کالپی شریف ہجرت فرمائی اور یہیں سکونت پذیر ہوئے۔ گیارہویں صدی ہجری کی پہلی دہائی میں حضرت سید ابوسعید دانش مند جالندھر کے سفر پر روانہ ہوئے اور راہ میں ہی مفقود الخبر ہو گئے۔ حضرت میر سید محمد کالپوی اس وقت بطن مادر ہی میں تھے۔ مفقود الخبری کے چھ ماہ بعد حضرت میر سید محمد کالپوی نے اس دنیائے آب و گل میں ظہور اجلال فرمایا۔ مادر زاد ولی پیدا ہوئے۔

ولادت تعلیم و تربیت وارشاد و خلافت :۔

حضرت میر سید محمد کالپوی ۱۰۰۱ھ میں کالپی شریف میں پیدا ہوئے۔ والدہ محترمہ اپنے دور کی عارفہ تھیں۔ انھوں نے اپنے سایہ میں پرورش و پرداخت کی اور ابتدائی تعلیم کی طرف راغب ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم آپ کی کالپی شریف میں ہوئی۔ جب آپ سات سال کے ہوئے تو حضرت شیخ محمد یونس کوڑوی جو کالپی تشریف لائے تو حسب حکم والدہ محترمہ ان کی بارگاہ میں تحصیل علم کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد یونس نے آپ پر شفقت بزرگانہ مبذول فرمائی اور آپ نے ان سے بہت سی درسی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ جاجمؤ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا عمر جاجموی سے اکتساب فیض کیا۔ اور ان کے بعد حضرت شاہ جمال اولیاء کوڑوی جو اپنے عہد کے جید عالم، عارف وقت اور حضرت مخدوم جہانیاں رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے۔ جن کی بارگاہ میں بڑے بڑے علماء زانوئے تلمذ تہ کرنا اپنے لئے فخر سمجھتے اور بڑی سے بڑی مشکلات رفع کرنے میں۔ آپ کو شہرت حاصل تھی ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مصابیح ان سے پڑھی۔ غرض کہ ان تینوں حضرات کی صحبت بابرکت کی باعث اپنے دور کے جید عالموں میں شمار کئے جانے لگے۔ آپ نے فراغت تعلیم کے بعد حضرت سید شاہ جمال اولیا کوڑوی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور پانچوں سلاسل میں مجاز و ماذون ہوئے۔ حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت سید شاہ جمال اولیا کوڑوی کو سلسلۂ چشتیہ میں حضرت مخدوم جہانیاں سے اور سلسلہ مداریہ میں حضرت شیخ قیام الدین اور نقشبندیہ میں بھی آپ سے خرقۂ خلافت حاصل تھا۔ نیز سلسلہ قادریہ میں حضرت قاضی ضیاء الدین معروف قاضی جیا سے حاصل تھا۔ اور ان تمام سلاسل میں حضرت شاہ جمال اولیا کوڑوی نے حضرت میر سید محمد کالپوی کو مجاز و ماذون فرمایا۔ غرض کہ حضرت شاہ جمال اولیاء کے ساتھ سلوک کی

منزلیں طے کیں۔ ایک بار حضرت میر سید محمد کالپوی اپنے وطن جالندھر تشریف لے جا رہے تھے۔ اثنائے سفر آگرہ (اکبرآباد) تشریف لے گئے اور حضرت میر ابوالعلا اکبرآبادی کی بارگاہ میں پہنچے۔ نیز مجلس میں جلوہ افروز ہوئے حضرت کو قہقہہ لگانے کی عادت شریف تھی۔ حضرت میر کالپی نے دل میں خیال فرمایا۔ درویش کو قہقہہ سے کیا تعلق ہے حضرت میر ابوالعلا نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا سُنو! مولانا رومؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ ۵

ہر بیضۂ دل باش ہاں مانند مرغ پاسباں　　　کز بیضۂ دل بایدت مستی و شور و قہقہہ

اس کے بعد ارشاد فرمایا ہمارے قہقہہ کا تعلق یہیں سے ہے۔ بقول صاحب مآثر الکرام قریب تھا کہ حضرت کے بدن میں رعشہ پیدا ہو جائے مگر اپنے تشرع کے زور سے میر صاحب نے خود پر قابو حاصل کیا اور وہاں سے جالندھر روانہ ہوئے۔ جالندھر سے واپسی کے وقت ہر منزل پر سیدنا کی زیارت ہوتی اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ حضرت میر ابوالعلا اکبرآبادی آپ کی پالکی کو اپنی جانب کھینچ رہے ہیں۔ ناچار اکبرآباد آئے اور حضرت سیدنا سے نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی۔ حضرت سیدنا نے بہ کمال توجہ آپ کو اس سلسلہ کی تعلیم دی۔ کالپی جا کر آپ نے مدتوں اس سلسلہ کے اذکار و اعمال و اشغال پر توجہ دی اور اس میں منہمک رہے۔ دس سال بعد دوسری بار سیدنا ابوالعلا اکبرآبادی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور چار ماہ تک خدمت اقدس میں رہ کر آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ ایک بار اجمیر تشریف لے گئے تو مع صوفیائے کرام و مشائخ ذوی الاحترام، حضرت خواجۂ اجمیری کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ یہ طریقہ برابر جاری رکھا۔ آخرش حضرت خواجہ کی روح نے بہ نفس نفیس انوار و برکات سے نوازا اور سلسلہ اویسیہ کی بھی تعلیم حضرت خواجہ سے پائی۔

حضرت میر کالپی پر ہر وقت گریہ طاری رہتا۔ چونکہ تشرع ملحوظ خاطر تھا اس لئے فرائض بحسن وخوبی ادا کرتے۔ مگر یہی گریہ خشوع وخضوع میں تبدیل ہو جاتا۔ دل بریاں و دیدہ گریاں کے مالک تھے۔ ہر مجلس میں دو ایک رومال آنسوؤں سے بھیگ جاتے۔ خشیت الٰہی سے ہر وقت کانپا کرتے۔ عمر شریف کے اواخر چھبیس ۲۶ سال تک مسلسل صائم رہے۔ لاکھ عارضے لاحق ہوں کبھی فرض روزے تو کیا نوافل روزے بھی نہیں ساقط کئے۔ کتنوں اطبا کا اصرار ہوتا فرماتے صحت و بیماری سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو شب میں دوا کے استعمال سے فائدہ پہونچائے گا۔ صرف اس خاطر روزہ کیوں ترک کردوں جن ایام میں روزے شرعاً جائز نہیں ان دنوں میں بھی طعام مختصر ہی نوش فرماتے اور پان کے بیڑے بھی دو ایک سے زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے۔ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان کسی دوسرے کی موجودگی یا اس کا خیال کبھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ جب آپ کے فرزند سید قطب عالم کا وصال

توصرف اس خیال سے کہ ہر وقت کے گریہ میں کہیں بیٹے کا غم شامل نہ ہو جائے چند دن اذکار بند کردئے۔ یہ ہے کمال احتیاط جو بزرگانِ دین اختیار فرماتے۔ عمر کے آخری ایام میں میر صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان عیسوی المشہد ہو گئے اور قطبیت کبریٰ پر فائز ہوئے۔ عیسوی المشہد سے مراد حضرت عیسیٰ کی مانند احیائے قلوب فرماتے۔ بقول شیخ کمال افسری ؎

دمِ عیسیٰ اگر احیائے گل کرد — دمِ جاں بخش او احیائے دل کرد
بود ہر صبح روشن کار ایں دم — کہ استادان ایں کار است او ہم

(ضیائے محمدی و خازن الشعراء و کاشف الاستار قلمی)

ان تمام خصوصیات کے باوجود کبھی کوئی غیر شرعی امر واقع نہیں ہوا اور نہ کبھی پسند فرمایا۔ حضرت شیخ محمد یونس محدث کا تشرع آپ میں ودیعت کر گیا تھا۔ بقول مصنف ضیائے محمدی "چوں شیخ در امر شریعت مرتبۂ کمال داشتند تشریع ایشاں دراں جناب تاثیر تمام آورد" حضرت کے سلسلہ میں جو حضرات قطبیت کبریٰ پر فائز ہوتے ان کا کوئی نہ کوئی عضو بدن متاثر ہوتا۔ آپ کا معاملہ جب درپیش ہوا تو آپ کی چشم مبارکہ تجویز ہوئی مگر آپ نے صرف اس لئے کہ چشم مبارکہ کے متاثر ہونے سے طلباء کا نقصان ہوتا آپ نے پائے اقدس کے متاثر ہونے کو پسند فرمایا۔ حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے اس واقعہ کو اپنے مکتوبات جلد اول میں صد و سیوم مکتوب میں اس واقعہ کو رقم کیا ہے۔ بعینہ یہی واقعہ حضرت میر کالپی کے اجل خلیفہ قطب الاقطاب جدی حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس اللہ سرہ الہادی کے ساتھ بھی پیش آیا اور آپ نے اپنے پیر کی اتباع میں رفتار پا کے ساقط کئے جانے کو پسند فرمایا۔ حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی برادر زادہ مرید و خلیفہ و جانشین حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ حضرت میر صاحب قدس سرہ کہ در تا آخر ایام حیات بابرکات بدیں پایہ رسیدند پایۂ مبارک ایشاں از رفتار رفت و تا دو سال کم بہ قید حیات بودند بدیں پایہ رسید" سے مراد قطبیت کبریٰ ہے جن پر آپ حیات کے آخری ایام میں فائز ہوئے۔ آپ کے دل بریاں و دیدۂ گریاں رومال کے رومال آنسوؤں سے تر ہونے کے واقعات نیز نعرہ بصد ذوق و شوق و احیائے قلوب پنجوقتہ نماز کی سات سال کی عمر سے پابندی اور ۲۶ سال لگاتار صائم رہنے کے واقعات ابی و مرشدی قطب الصمد حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد اپنے مضمون تبصرہ بر مرثیہ مرشد مصنفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی کی تشریح و تبصرہ میں رقم کرتے ہیں۔ یہ تبصرہ سنہ ۳۲ء میں دہلی سے شائع ہونے والے ماہنامہ کلیم میں شائع ہو چکا ہے جس کی ادارت جناب جوش ملیح آبادی فرماتے تھے۔ یہ رسالہ انھیں کی ادارت میں ہی سے شائع ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں "آپ پر ہر وقت ایک کیفیت طاری رہتی تھی۔ دل بریاں و دیدہ گریاں لکھے

تھے مجالس میں رومال کے رومال اشک جاری سے تر ہو جاتے تھے۔ نعرۂ اللہ اس شوق و جذب سے فرمایا کرتے تھے کہ سامعین تڑپ جاتے تھے۔ آپ کی توجہ مخصوص احیائے قلوب کی ضامن ہوتی تھی۔ آپ درجہ قطبیت کبریٰ پر متمکن تھے۔ نماز پنجوقتہ ہمیشہ با جماعت ادا فرماتے۔ سات سال کی عمر سے نماز با جماعت کبھی قضا نہیں ہوئی۔ اواخر عمر ۲۶ سال تک صائم رہے۔"

(کلیم دہلی ۱۹۳۲ء مضمون شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد)

حضرت میر سید محمد کالپوی کے نعروں کے اثرات صرف انسانوں ہی نہیں بلکہ جانوروں اور چوپایوں پر بھی منضبط ہوتے۔ حضرت قطب اللہ میر سید شاہ حمزہ مارہروی خلف حضرت قطب الاحد سید شاہ آل محمد بن قطب الاقطاب عارف باللہ حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ والرضوان اپنی مشہور و معروف تصنیف کاشف الاستار میں یوں رقم طراز ہیں:" تاثیر نعرۂ آں حضرت مشہور است حتّٰی کہ اثر نعرۂ آں حضرت در چارپایاں مثلاً فیل و اسپ و گاواں اثر می کرد' اسم ذات آپ کی ذات میں کچھ ایسا جذب ہو گیا تھا کہ آپ کے موئے مبارک سے جو آپ کے شانۂ اقدس پر جدا ہو کر جلوہ فرما تھا اس سے بھی اسم ذات کی آواز آتی تھی۔ اس واقعہ کو بھی حضرت قطب اللہ سید شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاشف الاستار میں نقل کیا ہے:۔

" روزے برائے نماز جمعہ غسل فرمودہ شانہ در ریش مبارک کشیدند یک موئے از ریش جدا شدہ بر شانہ فیض نشانہ آں حضرت افتادہ بود شاہ محمد افضل الہ آبادی کہ از خلفائے آں جناب از عقب می آمدند عرض کردند اگر اجازت شود ایں موی بردارم. فرمودند بہتر شاہ افضل آں موئے بدست خود حاضراں را اطلاع دادند ہمہ جمع آمدند۔ موئے مبارک آواز اسم ذات شنیدند و بر حاضراں حالتی طاری شد کہ سر در قدم مبارک رسیدند' غرض کہ حضرت کے کشف و کرامات و خوارق لاتعداد ہیں۔ حضرت شاہ محمد یحییٰ معروف حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے اپنی اکثر تصانیف مثلاً وفیات الاعلام، کلمات المؤتلفہ، ثمرات، کلام المفید فیما یتعلق بالشیخ والمرید، مکاتیب چہار جلد و شرح وصایا وغیرہ میں ان کرامات کا ذکر کیا ہے۔ اکثر جگہ پر خوارق و کرامات نقل فرمائے ہیں۔

خلفائے حضرت میر کالپی

حضرت میر سید محمد کالپوی نے جو فیوض و برکات اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ جمال اولیا کوڑوی اور مرشد سلسلہ نقشبندیہ حضرت میر سید نا ابو العلا اکبر آبادی سے حاصل کئے سب کے سب اپنے خلفاء کو عطا فرمائے۔ آپ کے بارہ ۱۲ خلفا اپنے دور کے عرفاء اور اولیاء و اقطاب گذرے ہیں۔ آپ کے اجل خلیفہ حضرت الاقطاب

جدی حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی ہیں جنھیں آپ نے تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی اور خرقۂ خلافت سے نوازا۔ آپ کے بارہ میں حضرت میر سید محمد کالپوی ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ تم نے دُنیا میں کیا حاصل کیا اور میرے لئے کیا تحفہ لائے تو کہہ دوں گا کہ شاہ افضل کو حاصل کیا اور تحفہ لایا۔ میر کالپی کی بارگاہ میں آپ کو رسوخ کلی حاصل تھا۔ بقول حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی:۔

"میر سید منظفر از مجازان حضرت میر صاحب قدس سرہٗ بودند می گفتند کہ از زبان حضرت میر صاحب شنیدہ ام کہ می فرمودند اگر حق تعالیٰ از من پرسد کہ از دُنیا چہ آوردی یا در دُنیا چہ حاصل کردی خواہم گفت کہ محمد افضل را حاصل کردم و تحفہ آوردم" (ثمرات قلمی مصنفہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی و تذکرۂ خازن الشعراء شاہ میرنجان الہ آبادی)

حضرت شیخ عبد الحفیظ بلگرامی نے حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کی مدح میں ایک سوا بیات پر مشتمل ایک قصیدہ تحریر فرمایا ہے اس میں یوں رقم طراز ہیں: ؎

چنیں فرمود در وصفش کہ گر پرسد خداوندم ۔۔۔ دراں محشر کہ خواہد بود یکسر رونق خاصاں

کہ اے سید چہ آوردی بما نیکو تریں تحفہ ۔۔۔ بگویم شیخ افضل را بیاوردم بہ از صد جاں

(خازن الشعراء قلمی مصنفہ سید شاہ میرنجان الہ آبادی)

حضرت شیخ نے بحکم پیر روشن ضمیر الہ آباد میں دائرہ کی بنیاد ڈالی اور سلسلۂ محمدیہ کے فروغ و اشاعت میں منہمک ہوئے۔ یہ سلسلہ محمدیہ افضلیہ یحیائیہ اجملیہ کے نام سے مشہور ہوا اور الحمد للہ آج بھی یہ سلسلہ قائم و دائم ہے۔ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے اپنے بعد اپنے برادر زادہ داماد و خلیفہ و مرید حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی کو تمام فیوض و برکات سلاسل بیجگانہ خصوصاً برکاتِ محمدیہ سے نوازا اور سجادہ مشیخیت پر متمکن کیا۔ حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے اپنے فرزند قطب الاکابر حضرت شاہ محمد ناصر افضلی کو تمام انوار و برکات عطا فرمائے اور سجادہ مشیخیت پر مامور فرمایا۔ حضرت شاہ محمد ناصر افضلی نے اپنے فرزند قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی کو تمام آثار محمدیہ و انوار و برکات یحیائیہ افضلیہ سے نواز کر اپنا سجادہ نشین نامزد فرمایا اور سجادہ مشیخیت عطا کیا۔ حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی نے اپنے فرزند قطب عالی حضرت شاہ محمد حسین معروف شاہ ابو المعالی متخلص عالیؔ کو تمام انوار محمدیہ و برکات افضلیہ سے نواز کر سجادہ مشیخیت پر بٹھایا۔ حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ نے اپنے فرزند قطب کامل و اکمل حضرت شاہ غلام اعظم افضل کو اپنا جانشین نامزد فرمایا اور تمام انوار و برکات محمدیہ افضلیہ اجملیہ سے نواز کر سجادۂ مشیخیت پر جلوہ افروز کیا۔ حضرت شاہ

غلام اعظم افضل الہ آبادی نے اپنے پھوپھیرے بھائی کے فرزند حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی خلف الصدق حضرت سید شاہ علی کبیر معروف حضرت سید شاہ میر نجان الہ آبادی قدس سرہٗ العزیز کو سجادہ مشیخیت سونپا اور تمام انوار و برکات محمدیہ افضلیہ اجملیہ یحیائیہ سے نوازا۔ شاہ غلام اعظم افضل کے بعد حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی دائرہ شاہ اجمل کے سجادہ نشین ہوئے اور حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی نے اپنے ہمشیرہ زادہ حضرت مولانا سید نذیر احمد الہ آبادی کے فرزند حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی مدظلہٗ العالی کو تمام آثار محمدی و برکات افضلی و اجملی سے نواز کر سجادہ مشیخیت سونپا۔ آپ ہی دائرہ شاہ اجمل کے موجودہ سجادہ نشین اور روحانی رہنما ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان کہ سلسلہ محمدیہ افضلیہ اجملیہ یحیائیہ جاری و ساری ہے۔ اور حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی مدظلہٗ العالی سلسلۂ محمدیہ افضلیہ یحیائیہ اجملیہ کے شیخ وقت اور رہنمائے عصر ہیں۔ یہ سلسلہ پیران کرام کے طفیل جاری و ساری ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ حضرت سید شاہ علی کبیر معروف حضرت سید شاہ میر نجان الہ آبادی نے قصیدہ مدح حضرت میر سید محمد کالپوی میں سلسلہ افضلیہ کے بیان میں حضرت شاہ غلام اعظم افضل کے لئے بارگاہِ قطبیت میں دعا کی ہے۔ قصیدہ کے اشعار یہ ہیں :-

مرحبا اے حضرت سید محمد مرحبا!	مرحبا اے ذات پاک قبلۂ اہلِ ہُدیٰ
مقتدای اہل دین و پیر و شرع متیں	رہنمائے عالمین و پیشوائے اصفیائو
منبع جود اتم و صاحب فیض و کرم	قبلۂ ارباب حاجت بحر زخارِ سخا
مصدر کشف و کرامت معدن علم و عمل	خاصۂ اہلِ سعادت صاحب صدق و صفا
سیدِ والا طریقت آلِ ختم المرسلیں	دو حبۂ نام حسین و نور چشم مرتضیٰ
مادرِ دہر گرامی چوں تو فرزندے نزاد	در زمانت مثل تو دیگر کہ شد اہلِ بقا
سنت بیضائے احمد یافت از تو زیب دیں	شد رواج شرع از ذات تو اے نورِ خُدا
عالمے تاریک شد از رفتنت زیرِ زمیں	در ظہورت در جہاں ہندسیہ را شد جلا
ہر کہ بیعت کرد با تو یافت گنج شائگاں	چوں کہ تلقیں گشت اسرار عظیمش شد عطا
تو کہ ہستی خاصۂ آلِ امیر المومنیں	نیست رد سائلیں در گہ پاکت روا
کن دُعا از حق برائے ایں کبیر خستہ حال	یک توجہ کن کہ گردد علتِ دل را شفا
دارم از حد کلفت و عسرت ز حق درخواست کن	تا کہ اطمیناں شود در ظاہر و باطن مرا

تا گزینم از دادر خانقاه افضلیں — بگذرانم زندگانی باز در یادِ خدا
چوں دعا کردی برائے شیخ افضل وقتِ خویش — کز حسوداں در امانِ حق بماند دائما
ہم چناں سجادۂ افضل غلام اعظم است — ہست در تشویش از دستِ حسوداں حالیا
دشمنان و حاسدانش را ز حق درخواست کن — تا برو چیرہ نگردند آں گروہ بے وفا
تابعِ فرمان او باشیم با ود تمام — بر ندارد از دلِ او حق تعالیٰ حبِ ما
ہم خدا بخشد بوی فرزند با عمرِ دراز — ابن اخت من بود آں نور بخشِ دیدہا
صاحبِ ارشاد و تلقینِ اہلِ علم و اہلِ دیں — زیب بخش مسند افضل محمد پارسا
زندۂ جاوید ماند از دعائے پاک تو — ہم ابوالقاسم محمد باقر و یحییٰ ما
ظاہر و باطن بعلم و فضل باشد آں چہار — بر طریقت اتباعی گرد آں ہر چہارا
آلِ اجمل را ز حق گردد عطا پسر تمام — کن ز حق اے حضرت سید محمد التجا
نام شیخ افضل ہم از اولاد و احفادش مدام — تا قیامت در جہاں ماند ز احسانِ شما

(ضیائے محمدی قلمی ۹۶-۹۸)

حضرت میر سید محمد کالپوی کی بارگاہ میں یہ قصیدہ مقبول ہوا اور آپ کے فرزند شاہ محمد اکمل پیدا ہوئے مگر جب انتقال کی منزل در پیش ہوئی تو آپ نے اس منزل کو پسند فرمایا تو آپ کے یہ بھی فرزند اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اپنے بندہ سے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان تیسری کوئی شئے مجھے پسند نہیں تو مرضی مولا پر اپنی یہ بھی متاعِ حیات شاہ غلام اعظم افضل نے قربان کردی۔ ہاتف غیبی نے بآوازِ بلند وقتِ وصال خوش خبری و مژدۂ جاں بخش سنایا یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ط فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ط حضرت شاہ اجمل کی اولاد بیٹی سے چلی جن کے چشم و چراغ حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی، حضرت سید شاہ محمد باقر، حضرت شاہ محمد یحییٰ، حضرت سید شاہ نذیر احمد اور حضرت سید شاہ ابو البقا و شاہ سید احمد اجملی مدظلہ العالیہ ہیں۔ الغرض حضرت شاہ غلام اعظم افضل الہ آبادی کے بعد حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی اور اُن کے بعد حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی دائرہ کے سجادہ نشین ہوئے اور سلسلۂ محمدیہ اویسیہ مکنیائیہ اجملیہ جاری و ساری ہے اور یہ دائرہ سلسلۂ محمدیہ کا ایک بڑا مرکز ہے۔

(مکتوبات شاہ خوب اللہ قلمی، وفیات اعلام قلمی، خازن الشعراء قلمی، محمدی ضیاء، نسب نامہ قلمی، رسالہ اُردو مطبوعہ)

حضرت میر سید محمد کالپوی کے دوسرے خلیفہ حضرت عاشق محمد قدس سرہ تھے۔

حضرت کے تیسرے خلیفہ حاجی جنید قدس سرہٗ چوتھے خلیفہ حضرت شیخ عبدالحکیم موہانی قدس سرہٗ تھے۔ پانچویں خلیفہ حضرت شیخ کمال متخلص بہ افسری کہ جنھوں نے مثنوی کی صورت میں حضرت میر سید محمد قدس سرہٗ کا قصیدہ تحریر فرمایا ؎

سریر آرائے دارالملک سرمد | یگانہ شیخ دیں سید محمد
بہر وصفی چو نامم خود ستودہ | ملک بر نقش نامش دیدہ سودہ
بیا کی گوہر کانِ فتوت | چراغِ دودۂ پاکِ نبوت
تعالی اللہ زہے قطبِ زمیں پائے | چو قطبِ آسماں دارندہ جائے
ز جاناں رفتہ و منزل رسیدہ | ہمیشہ صائمٌ و دریا کشیدہ

(ضیائے محمدی قلمی صفحہ ۴۸-۴۹۔ خازن الشعراء قلمی)

دمِ عیسیٰ اگر احیائے گل کرد | دمِ جاں بخش او احیاء دل کرد
ازاں جلوہ کہ نقطش داشت بے دود | بناتِ قصر خاک کالپی بود
کنوں کے نقطہ او در کام احباب | بنات کالپی خاکے است بے آب

(خازن الشعراء قلمی سید شاہ میر خان سید)

چھٹویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالمومن اکبر آبادی، ساتویں خلیفہ حضرت میر محمد وارث نظام آبادی۔ آٹھویں حضرت شیخ کمال کراکتی، نویں خلیفہ حاجی ولی محمد کہ جن کا نام نامی کتاب تسویہ کے سلسلہ میں اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیش ہوا تو اورنگ زیب نے ان کے نام نامی کو دائرہ میں لکھ کر اشارہ حضرت شیخ محمد افضل کی طرف کیا اور تحریر کیا۔ "ایں برادر طریقت حضرت شیخ محمد افضل است ایں خاندان بر تقوی است۔ ایں ہا از وسوسہ سوء العقیدہ مبرا اند۔" (ماخوذ از خازن الشعراء مضمون مولانا سید نذیر احمد الہ آبادی اردو اورنگ آباد ۱۹۳۲ء و مضمون مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل معارف اعظم گڈھ ۱۹۳۱ء)

غرض کہ حاجی ولی محمد مشہور شخصیت ہیں۔ دسویں حضرت سید مظفر، گیارہویں حضرت حافظ ضیاء اللہ بلگرامی بارہویں حضرت سید جمال محمد گوالیاری، تیرہویں حضرت شیخ عبدالحفیظ بلگرامی کہ خلافت آپ نے میر سید احمد سے پائی لیکن مرید آپ حضرت میر سید محمد کالپوی کے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحفیظ بلگرامی نے اپنے پیرو مرشد حضرت میر سید محمد کالپوی کے خلیفہ اجل حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی اپنے پیر بھائی کی شان میں بہت طویل قصیدہ لکھا ہے اور اس میں روایت کی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت میر کالپی ارشاد فرماتے تھے کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ تم نے دنیا میں کیا حاصل کیا اور میرے لئے کیا

تحفہ لائے تو عرض کروں گا کہ پروردگار! میں نے دُنیا میں شیخ افضل کو حاصل کیا اور تحفہ لایا۔

(کلیم دہلی۔ مضمون حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل تبصرہ بر مرثیہ مرشد تصنیف شیخ محمد افضل الہ آبادی)

حضرت میر سید محمد کالپوی کے تمام خلفاء میں ایک سنت مشترک پائی جاتی ہے وہ یہ کہ سب کے سب متشرع تھے۔ ان کی طریقت شریعت سے الگ نہ تھی۔ اور سب ہی عارف وقت اور اپنے اپنے دور کے جید علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد افضل عارف زمانہ قطب الاقطاب وقت، جید عالم، ممتاز مصنف اور بڑے شاعر حضرت عاشق محمد، شیخ عبدالحکیم مرہانی اور حضرت کمال افسری کا شمار بھی اپنے عہد کے بڑے لوگوں میں اور مصنف و شعراء میں ہوتا ہے۔ حضرت شیخ افضل الہ آبادی تقریباً سنو کتابوں کے مصنف اور فارسی کے مشہور شاعر، حضرت ضیاء اللہ بلگرامی کی دستور السیاست کو شہرت دوام حاصل ہے۔ حضرت شیخ کمال افسری بحیثیت عارف وقت و شاعر باکمال۔ غرضکہ یہ تمام حضرات اپنے دور کے علامہ اور متبحر عالم، فقیہ، محدث، مفسر، مصنف اور شاعر کی حیثیت سے ممتاز حیثیت و درجہ کے مالک تھے۔ اور ان تمام خلفاء نے سلسلۂ محمدی کی ترویج و اشاعت میں سرگرم حصہ لیا۔ مختلف علاقوں میں اپنی خانقاہیں تعمیر کیں اور وہاں بیٹھ کر درس و تدریس اور رشد و ہدایت کے کارنامے انجام دیئے۔ ان تمام حضرات کے اذکار سے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ خلفائے میر سید محمد کالپوی کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا۔ اگلی قسطوں میں آپ کے خلفاء کے حالات، ان کی خدمات کا مفصل جائزہ لیا جائے گا۔

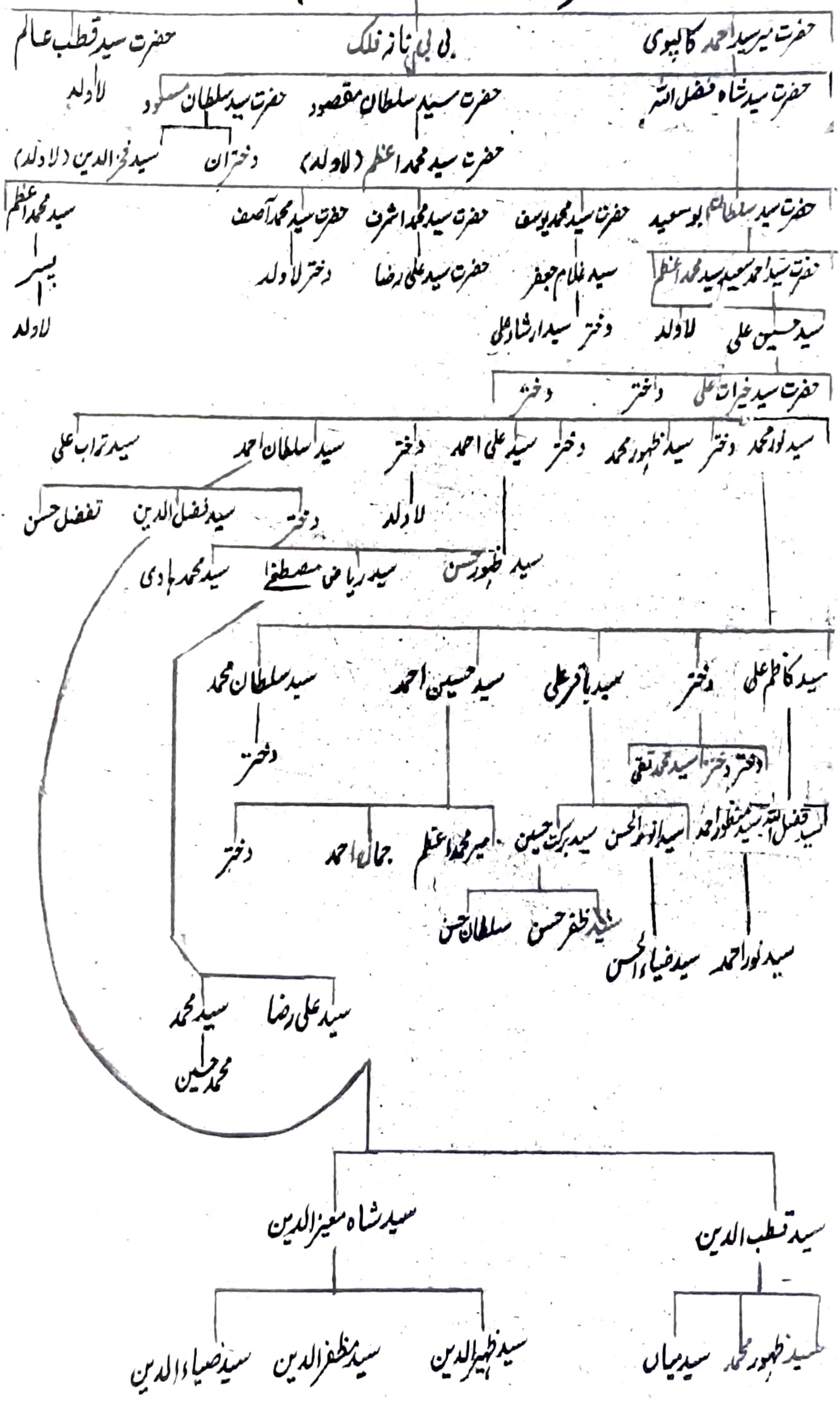
اولاد حضرت میر سید محمد کالپوی

حضرت میر سید محمد کالپوی نے حضرت بی بی فتح فلک سے عقد کیا جن کے بطن پاک سے دو بیٹے میر سید احمد اور حضرت سید قطب عالم اور ایک بیٹی سیدہ ناز فلک پیدا ہوئیں۔ بقول ضیاء محمدی "چوں حضرت قطب الاولیاء قدس سرہٗ را در جوار کالپی کفائی نبودہ است بر بناآں در قصبہ جالندھر کہ در نواحِ لاہور قریب سوانہ واقع است با دختر قاضی آنجا کہ از نسب شاں واقف بودند اتفاق تزویج افتاد و پسر و یک دختر بظہور آمدند پسر اولیں حضرت سلطان الاولیا، میر سید احمد قدس سرہٗ و پسر ثانی سید قطب عالم کہ در عمر پنج سالگی ایں جہان فانی را پدر رد کردہ بخلد بریں آرمیدند۔ (ضیاء محمدی ص ۳۰-۳۱)

حضرت سید قطب عالم کا وصال پانچ سال کی عمر میں اپنے والد کے سامنے ہی ہو گیا۔ حضرت میر سید احمد قدس سرہٗ حضرت میر سید محمد کالپوی کے سجادہ ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے فرمائی اور اپنی خلافت بھی عطا کی۔ حضرت میر سید احمد نے جالندھر میں شادی کی

شجرۂ نسب

قطب الاولیاء حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ عنہ



جن سے تین ۳ صاحبزادگان عالیشان پیدا ہوئے۔ اوّل حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی، دوم حضرت سید سلطان مقصود۔ سوئم حضرت سید سلطان مسعود۔ حضرت میر سید احمد قدس سرہٗ کا وصال ۱۰۸۴ھ مطابق ۱۶۷۳ء میں ہوا۔ حضرت میر سید محمد کالپوی کی بیٹی بی بی سیدہ ناز ملک کا عقد سید غلام مصطفٰی کے بیٹے سید غلام نبی برادر خالہ زاد سے ہوا۔ آپ ریاضت و مجاہدات میں فرد اور درویشی میں فائق و کامل تھے۔ آپ کا مزار مبارک سید قطب عالم کے مزار کے قریب ہے۔ آپ لاولد فوت ہوئے۔ ضیائے محمدی کے مصنف نے آپ کا ذکر بڑی خوبیوں سے کیا ہے" صبیہ حضرت قطب الاولیاء پس از ارتحال حضرت ایشاں بہ سید غلام نبی کتخدا شدند۔ سید غلام نبی قدس اللہ سرہٗ ایں بزرگ پسر سید غلام مصطفٰی برادر خالہ زاد و داماد آنحضرت یعنی قطب الاولیاء بودند ریاضات و مجاہدات و مقامات درویشی فائق و کامل بودند و ثمرہ از ایشاں بوجود نیامدہ۔ مزار ایشاں زیر درخت پیلو عقب دالان شمال رویہ مسجد قریب مرقد سید قطب عالم جانب مغرب بفاصلہ بست و چہار ذرعہ از روضۂ سلطان مقصود قدس سرہٗ برزمین ہموار۔ (ضیائے محمدی قلمی صفحہ ۳۱-۳۲)

حضرت میر سید احمد قدس سرہٗ کے فرزند حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی۔ حضرت میر سید احمد قدس سرہٗ کے بعد صاحب سجادہ ہوئے۔ سید سلطان الاصفیا حضرت سید شاہ فضل اللہ کا وصال ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۰ء میں ہوا۔ حضرت سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد کالپوی صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کے حواشی مشہور رہیں۔ حضرت سید سلطان مسعود فرزند سیوم حضرت میر سید احمد بھی اپنے دور کے بڑے لوگوں میں ہوئے۔ حضرت شیخ افضل کے شاگرد، مرید اور خلیفہ تھے۔

حضرت میر سید شاہ فضل اللہ کالپوی کے فرزند حضرت سید شاہ ابو سعید کہ جن کا وصال ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۲۴ء میں ہوا۔ جید عالم، شاعر اور صاحب عرفان تھے ان کے فرزند حضرت سید احمد سعید بھی اپنے دور کے بڑے لوگوں میں ہوئے۔ ان کا وصال ۱۱۷۸ھ مطابق ۱۷۶۵ء میں ہوا۔ حضرت سید احمد سعید کے فرزند سید حسین علی اور اُن کے فرزند حضرت سید خیرات علی متوفی ۱۲۳۷ھ کا بھی شمار بڑے بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کثیر العیال تھے۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے اور ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ اوّل سید نور محمد متوفی ۱۲۶۲ھ دوم سید ظہور محمد متوفی ۱۲۸۸ھ سوم سید سلطان احمد اور چہارم سید علی احمد اور پنجم سید تراب علی متوفی ۱۲۸۱ھ یہ تمام حضرات اپنے دور کے عرفائے باکمال و علمائے بے مثال و اولیائے کرام میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حضرت سید نور محمد قدس سرہٗ کے تین فرزند ہوئے۔ اول سید کاظم علی متوفی ۱۲۹۰ھ دوم سید حسین احمد متوفی ۱۲۸۰ھ سوم سید شاہ باقر علی تینوں حضرات جید عالم اور عرفائے وقت گذرے۔ حضرت سید کاظم علی کے دونوں

فرزند سید منظور احمد اور سید فضل اللہ کا شمار بھی بڑے کاملین میں ہوتا ہے۔ حضرت سید حسین احمد کے بھی دونوں فرزند میر سید محمد اعظم اور سید جمال احمد اپنے دور کے بڑے لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت سید شاہ باقر علی کے دونوں فرزند سید نور الحسن متوفی ۱۲۹۶ھ اور سید برکت علی بھی اہل کمال میں گنے جاتے ہیں۔ سید احمد علی کے دونوں فرزند سید ریاض مصطفےٰ متوفی ۱۲۷۲ھ اور سید محمد ہادی متوفی ۱۲۷۵ھ کا شمار بھی اہلِ کمال میں ہوتا ہے۔ حضرت سید محمد ہادی کے دونوں فرزند سید محمد یوسف اور حضرت سید محمد بھی قابلِ صد احترام شخصیتیں گذری ہیں۔ حضرت سید ریاض مصطفےٰ کے فرزند سید علی رضا کا شمار بھی اہلِ کمال میں ہوتا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ اس خاندان کے دوسرے افراد مثلاً سید قطب الدین، سید قطب عالم، سید ابو سعید، سید حسین علی، سید حسن، سید فخر الدین خلف سید سلطان مسعود، سید سلطان معظم بن سید سلطان مقصود، سید محمد آصف، سید شاہ محمد کاظم سید شاہ نور الحسن وغیرہ قابلِ صد احترام شخصیتیں گذری ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی قائم و دائم ہے اور سجادہ محمدیہ پر سید ضیاء الدین معروف ضیا میاں جلوہ افروز ہیں۔ سجادگان آستانہ و دیگر صاحبزادگان عالی شان کا اجمالی خاکہ پیش ہوا۔

درس و تدریس

حضرت میر سید محمد کالپوی نے نہ صرف یہ کہ معرفت کی تعلیم کا مرکز قائم کیا بلکہ علم دین و شریعت مطہرہ کی ترویج کے لئے مدرسہ بھی قائم کیا تاکہ دین متین کو سمجھنے اور سمجھ کر اس پر عمل کرنے کا موقع بھی فراہم کیا جائے اور علم کی روشنی سے مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر لے چلا جائے۔ چنانچہ آپ کے مدرسہ میں جملہ علوم متداولہ کے حصول کا پورا پورا انتظام تھا۔ اس مدرسہ میں خود آپ اور آپ کے اکثر خلفاء درس و تدریس میں مشغول رہے اسی مدرسہ میں شیخ محمد افضل الہ آبادی نے حضرت میر کالپی سے علم حدیث کی تحصیل کی اور اسی مدرسہ میں حضرت شیخ محمد افضل نے درس بھی دیا۔ یہ مدرسہ اب بھی قائم و دائم ہے اور حضرت میر سید محمد کالپوی کے نام سے منسوب ہے۔ نہ صرف یہ کہ اسی مدرسہ میں آپ کے اکثر خلفاء نے درس دیا بلکہ جہاں بھی مرشد کے حکم سے گئے اور سلسلہ کی تبلیغ کے لئے خانقاہیں اور دائرہ تعمیر کئے وہیں خانقاہوں اور دائروں میں علم دین کی ترویج کے لئے مدرسے قائم کئے۔ یہ انتظام صرف اس لئے ان حضرات نے کیے کہ ان کا سلسلہ شریعت پر کاربند رہے۔ چنانچہ خود حضرت میر کالپوی کے اجل خلیفہ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے جب ۱۰۹۳ھ میں خانقاہ تعمیر کی تو اس سے پہلے ۱۰۸۰ھ میں مسجد اور پھر اس کے بعد مدرسہ بھی قائم کیا جو حضرت شاہ غلام اعظم افضل الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ تک باقی رہا۔ اور صدہا علماء نے

اس مدرسہ سے اکتساب فیض بھی کیا اور درس و تدریس کے فرائض بھی ادا کیئے۔ اس طرح مختلف جگہوں پر حضرت میر سید محمد کالپوی کے خلفاء نے خانقاہوں کے ساتھ ساتھ مساجد اور مدارس بھی قائم کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ کی تمام خانقاہوں میں ہر شیخ نے تشریع ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔ آپ کے خلفاء بھی تشریع کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے اور اس قدر کاربند رہتے کہ ان کے تشریع کی سلاطین مثالیں پیش کرتے۔ چنانچہ جب عالمگیر علیہ الرحمتہ کے سامنے رسالہ تسویہ کا معاملہ پیش ہوا اور بہت سے صوفیائے کرام کے اسمائے گرامی پیش کیے گئے تو حاجی ولی محمد کے نام کو دائرہ میں گھیر کر شاہ افضل کی طرف تیر کا نشان بنایا اور لکھا" ایں برادر طریقت شیخ محمد افضل است، ایں خاندان بر تقویٰ ہست وایں ہا از وسوسہ سوء العقیدہ مبرّہ اند"۔ عالمگیر علیہ الرحمتہ نے یہ نہ لکھا کہ ایں مُرید میر سید محمد کالپوی بلکہ ایں برادر طریقت شیخ محمد افضل لکھا۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلطان عالمگیر میر صاحب کے تمام خلفاء کو تشرع اور متقی جانتے تھے۔ اور یہ صرف اور صرف میر کالپی کا فیض ہے۔ آج بھی اس سلسلہ میں مزامیر وغیرہ سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور حدود خانقاہ میں مزامیر وغیرہ کا رواج نہیں ہے۔

تصنیف و تالیف

رشد و ہدایت کی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ نباہتے ہوئے حضرت میر سید محمد کالپوی تصنیف و تالیف میں بھی منہمک رہے اور مختلف علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ تصوف پر بہت سے رسائل تصنیف کیے، گو کہ ضخامت میں یہ رسائل بہت مختصر ہیں لیکن کوزہ میں دریا کی مثال ہیں گویا ان میں علوم و فنون کے صدہا بحر ذخّار موجیں مار رہے ہیں۔ چند رسائل آپ کے بے حد مشہور ہیں جن میں اکثر حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد کے پاس شاہ اجمل لائبریری میں قلمی صورت میں موجود ہیں۔ بعض رسائل کی موجودگی کی نشان دہی خال معظم حضرت مولانا سید مصطفےٰ حید رحسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ نے بھی فرمائی ہے جو آپ کی لائبریری کی زینت ہیں۔ افسوس مصروفیت کے باعث وہ رسائل جو مارہرہ مقدسہ میں موجود ہیں ان کی زیارت سے محروم رہا۔ دائرہ شاہ اجمل میں موجود رسائل پر ایک مختصر تبصرہ اور متن شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۱۔ **رسالہ روائح**:۔ حضرت میر سید محمد کالپوی کا یہ رسالہ عربی زبان میں ہے۔ اس رسالہ میں مرشد کامل کی طلب اور اس کے ذریعہ معرفت خداوندی کے حصول اور اس کے دیگر لوازمات پر حضرت موصوف نے بڑے دلکش انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ رسالہ تصوف پر بہترین مواد کا حامل ہے۔

اس کے مطالعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کی طریقت شریعت سے کوئی الگ چیز نہ تھی۔ اس مقام پر جہاں سے یہ رسالہ تصنیف کیا جا رہا ہے صحیح معنوں میں جو اس مقام کا حامل ہو گا وہی صحیح معنوں میں ان نکات سے لطف اندوز ہو سکتا ہے اور اکتساب فیض کر سکتا ہے جو حضرت نے اس رسالہ میں بیان کئے ہیں گو کہ یہ رسالہ ضخامت میں قلیل ترین ہے لیکن کوزہ میں دریا کی روایت پر صحیح اترتا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس سے میری اس رائے کی توثیق ہوتی ہے۔

"طلب المرشد الکامل الحاذق واجب قال اللہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ فما لم تاخذ العنایۃ الالٰھی یدک لم تجد مرشداً کاملاً ولم یحصل لک المعرفۃ لانہ بقوۃ امدادہ یسبح البحر العمیق الذی ھو تعلقات العالم الفانی والانابۃ الجسمانی ویستفادمنہ الدرر النفیسۃ ویستراح بہ من یتفکر ویتامل دائما من انا وما العالم وما ظھورہ وما المقصود وبروزہ فاذا تامل وتفکر دائما یرجی ان یتخلص عنھا ویشتفی عن المرض وھو الھادی والیہ المصیر۔"

(ماخوذ از رسالہ روائح قلمی)

۲۔ رسالہ واردات :۔ یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ اور خاص طور پر ایسے مسائل کی اس میں وضاحت کی گئی ہے جو ہر دور میں اعتراضات کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس رسالہ کا مصنف جس مقام پر فائز ہو کر یہ رسالہ تحریر کر رہا ہے وہاں ہمہ شما کا گذر بھی نہیں۔ یہ وہ منزل ہے جس کی نشان دہی امیر خسرو کا یہ شعر کرتا ہے : ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس رسالہ میں حضرت میر سید محمد کالپوی نے ہمہ اوست کے مسائل پر بڑے اچھے نکات قائم کئے ہیں۔ اس رسالہ کے سلسلہ میں ایک عجیب کرامت بھی ظہور میں آئی ہے جس کا ذکر حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے ہلاک الاعتقاد میں ذکر کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جب شیخ کبیر حضرت عارف باللہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کے رسالہ تسویہ پر اعتراضات ہوئے اور تمام علماء میں بے چینی پھیلی تو ایک جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی خبر اورنگ عالمگیر سلطان ہند کے گوش گذار ہوئی کہ اس رسالہ سے شریعت مطہرہ کا اختلاف

ہے تو اس نے فرمان جاری کیا کہ اس کی قلمرو میں جتنے صوفیا ہیں ان کی اول فہرست پیش کی جائے، اور دوم انھیں دارالسلطنت میں جمع کیا جائے، اور جن صوفیا کا رجحان ادھر ہو ان کی دار و گیر کی جائے، تو اس وقت حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کو تشویش ہوئی کہ ان کے مرشد کا ایک رسالہ واردات پر بھی سلطان گرفت کر سکتے ہیں۔ آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ اس رسالہ کو ضائع کر دیا جائے اس لئے کہ اس مقام پر ان کے شیخ فائز تھے اور جس مقام سے شیخ محمد افضل کما حقہٗ واقف اور بعد شیخ اس مقام پر فائز تھے۔ دوسرا کوئی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حالانکہ یہ آپ پر بہت گراں تھا مگر مجبوراً آپ اسے ضائع کرنے پر پہونچے۔ اور اسے دریا برد کرنا چاہا تو دریا میں ڈالنے پر بھی ایک حرف بھی اس رسالہ کا نہ مٹا اور اس پر سے پانی اس طرح گذر گیا گویا موم پر سے پانی ڈھلک جائے۔ آپ دیر تک اس رسالہ کو پانی میں ڈبوئے رہے مگر اس رسالہ کو کوئی نقصان نہ پہونچا تب شیخ نے محسوس کیا کہ حضرت خود نہیں چاہتے کہ یہ رسالہ ضائع کیا جائے بلکہ میر صاحب کی خواہش ہے کہ یہ رسالہ باقی رہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر شریعت مطہرہ کا دامن مضبوطی سے پکڑ کر اس کا مطالعہ کیا جائے تو بد عقیدگی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ بہت سے رموز و اسرار قاری پر منکشف ہوتے ہیں لیکن عوام کی نظر سے یقیناً اس کو پوشیدہ رکھنا چاہئے۔ ان کے ڈگمگا جانے کا احتمال ہے۔ الغرض جب حضرت شیخ محمد افضل کو یہ احساس ہوا کہ خود حضرت میر سید محمد قدس سرہٗ اس رسالہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو انھوں نے ان مسائل کی وضاحت کے لئے خود کو تیار کر لیا جو اس میں واضح کئے گئے تھے۔ لیکن نوبت بہ ایں جا نہ رسید۔ اور حضرت حاجی ولی محمد کے نام نامی کے متعلق عالمگیر کی تحریر اس بات کی متقاضی ہے کہ اس فہرست سے یقیناً شیخ محمد افضل اور ان کے پیر بھائی حاجی ولی محمد کا نام نکال دیا گیا جن پر عالمگیر دار و گیر کرنے والے تھے۔ عالمگیر نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا "ایں برادر طریقت شیخ محمد افضل است ایں خاندان بر تقویٰ ہست ایں ہا از وسوسہ سوء العقیدہ مبرا اند"۔ الغرض حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے اس رسالہ کو بالکل اسی طرح میر صاحب کی دیگر تصانیف کے ساتھ مجلد کرا کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ یہ رسالہ اپنی شان کا انوکھا رسالہ ہے اور تصوف پر بہترین مواد میر صاحب نے اس رسالے میں یکجا کئے ہیں۔ مندرجہ ذیل اقتباسات سے اس کا اندازہ ہوتا ہے:۔

کل علم من اعلام الاشخاص و اسم من اسماء الاجناس علم اللہ و اسمہ فمحمد اسم اللہ و احمد اسم اللہ و زید اسم اللہ و عمر اسم اللہ و السماء و الارض اسم اللہ و الماء اسم اللہ وکذا لک غیرہ

فالمسمیٰ واحد والاسماء متعدد وغیر محصور قال اللہ تعالیٰ
فللّٰہ الاسمآء الحسنیٰ فانظر الی الحصر ولا تکن من الغافلین
فالمعنی الاسمآء الحسنیٰ للّٰہ تعالیٰ لا لغیرہ ھیھات
ھیھات اتحمت اکثر الناس فی الجھالۃ
باختلاف الاسماء وتعددھا ولا یعلمون ان
الاسماء کلھا لمسمی واحد۔

(ماخوذ از رسالہ وارداتِ قلمی)

۳۔ رسالہ وحدۃ الوجود :۔ یہ رسالہ حضرت میر سید محمد کالپوی کا عربی زبان میں ہے جیساکہ نام سے واضح ہے۔ اس رسالہ میں وحدۃ الوجود سے متعلق مختلف مسائل زیرِ بحث آئے ہیں۔ وجود باری تعالیٰ اہلِ تحقیق کے مذہب کے نزدیک کیا ہے اور انھوں نے اس سلسلہ میں کون کون سے نکات قائم کئے ہیں۔ آیا وہ بذات خود موجود ہے یا وجود کے لئے محتاج ہے۔ اس کے وجود کے سلسلہ میں مختلف مکتبۂ فکر کے کیا خیالات ہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں کیا ہے؟ آیا عین حقیقت ہے اور اس کا غیر ہے یا نہیں۔ مخلوق اور خالق کے مابین کیا ہے۔ غرض کہ اس طرح کے بہت سے سوالات قائم کرکے ان کی وضاحت کی ہے، جوابات تحریر کئے ہیں اور دلائل و براہین کے ساتھ ان مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ حضرت محی الدین عربی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مابین وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے سلسلہ میں جو اختلافات ہیں حضرت میر کالپی نے ان کے تشفی بخش جوابات بھی اس رسالہ میں تحریر کیے ہیں۔ اس رسالہ کا قلمی نسخہ بھی دیگر نسخوں کے ساتھ مجلد ہے۔ اقتباس ذیل سے رسالہ کی افادیت کا پتہ چلتا ہے۔

اعلم ان وجودہ تعالیٰ عین حقیقۃ وذاتہ لا زاید علیھا
کما ھو مذھب اھل التحقیق من المتکلمین وھو جزئی
حقیقی لا یقبل القسمۃ والتجزیۃ ولا یحتمل التعدد والکثرۃ وھو
منزہ عن جمیع ما یقولہ اھل التشبیہ وموجود بذاتہ
غیر محتاج الی وجود آخر زائدٍ علیہ، وحقیقۃ العالم وھو ما سویٰ اللہ تعالےٰ
وصفاتہ صور علمیۃ معدومۃ فی حد ذواتھا الا انھا صارت
موجودۃ بعین ذالک الوجود الحق الذی ھو عین حقیقۃ الواجب

تعالیٰ فی وقت تعلق الارادات القدیمۃ لا انہا
موجودات بوجود آخر فائض من حضرۃ الوجود الحق ومخلوق منہ"
(ماخوذ از رسالہ وحدۃ الوجود قلمی)

۴۔ ارشاد السالکین

حضرت میر سید محمدؒ کالپوی کا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے جو آپ نے اپنے خلیفہ حضرت میر سید محمد جمال گوالیاری کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں مواعظ دل پسند جمع فرمائے ہیں۔ مثلاً سلوک کی منزلیں طے کرنے کے کیا شرائط ہیں۔ یہ منزلیں کس طرح طے کی جاتی ہیں۔ ان مسائل میں سالکوں کے کیا ارشادات ہیں۔ حضرت میر سید محمدؒ کالپوی نے اس رسالہ میں ان ارشادات کی بھی وضاحتیں کی ہیں اور بعض جگہوں پر ان میں اضافے بھی کئے ہیں۔ دلائل کے لئے آیات قرآنی، احادیث نبوی اور اقوال صالحین بھی پیش کئے ہیں۔ اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ بھی حضرت ابی و مرشدی قطب الصمد حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل کے پاس آپ کے دیگر رسائل کے ساتھ موجود ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس سے زبان و بیان پر قدرت کاملہ اور تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے :-

"می گوید بندہ خادم درویشان بلکہ تراب اقدام ایشان الفقیر الی اللہ الغنی محمد بن ابو سعید الحسینی خواستم کہ کلمہ چند و موعظ دل پسند برائے سیادت مآب صلاحیت ارباب برادر دینی و محب یقینی میر سید جمال محمد ساکن بلدۂ گوالیار بنویسم تا ایشاں و سائر مسلمانان مستفیض و مستفید شوند باللہ التوفیق وعلیہ التکلان۔ بدانکہ سالک را باید کہ اول توبۃ النصوح کند ونجاست معصیت را بآب ندامت و پشیمانی بشوید تا لائق و سزاوار اعطاء رحمت حق تعالیٰ گردد کما قال اللہ تعالیٰ :- اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ومدام از حق تعالیٰ استقامت بر توبہ سوال کند کہ استقامت بر توبہ از توبہ مشکل ترین ست۔ ؎

در دل اثر گناہ و بر لب توبہ
در صحبت می خوری و در تب توبہ
ہر روز گنہ می کنی و شب توبہ
زیں توبہ نادرست یارب توبہ

(رسالہ ارشاد السالکین قلمی)

۵۔ رسالہ تحقیق روح

یہ رسالہ بھی حضرت میر سید محمد کالپوی کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس رسالے میں آپ نے روح کے مختلف اقسام مثلاً نباتی، حیوانی اور قسم سوم جس میں قوت ناطقہ موجود ہے ان کی وضاحت کی ہے۔ دلائل و براہین کے لئے آیات قرآنی، احادیث نبوی و اقوال صلحا و سالکین و عرفاء العالمین پیش کئے ہیں۔ اس رسالہ کو میرے جد مادری حضرت مولانا سید شاہ محمد اجمل معروف بہ سید میاں خلف اکبر قطب الکبیر حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد و آستانہ جنیدیہ غازیپور و آستانہ شاہ ولی سکندرپور ضلع بلیانے شائع بھی کیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بھی ابی و مرشدی حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد و آستانہ جنیدیہ غازی پور و آستانہ شاہ ولی سکندرپور ضلع بلیا کے پاس دائرہ شاہ اجمل کی لائبریری میں موجود ہے۔ اقتباس ذیل سے حضرت میر صاحب کے خیالات و افکار کی وضاحت ہوتی ہے۔

اما بعد۔ بر ضمائر ارباب بصائر پوشیدہ نماند کہ احوال روح بر اکثر اہل عالم مخفی نیست باید دانست کہ آدمی را سہ روح است۔ یکے نباتی کہ موجب نمواست، دیگر حیوانی کہ سبب ایشاں حس و حرکت دارد و دریں دو روح نباتات و حیوانات شریک است۔ اما روح ثالث کہ آں عبارت است از نفس ناطقہ دریں روح ہیچ موجودی با او شریک نیست حق تعالیٰ ایں روح را بخود اضافت کردہ فرمودہ است وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ وعلو درجہ آدمی از سائر موجودات و عجائب و غرائب کہ ازو واقع می شود بواسطۂ ایں روح است و گرنہ موجودات دیگر بلکہ اکثر حیوانات از حیثیت جسم ازوی زیادہ اند و روح حیوانی و نباتی کہ از جسم متولد شدہ ایں ہارا بعد از فساد بدن وجودی نیست و ایں روح ثالث ابدی است مادام کہ بدن عنصری فاسد نشدہ است دریں بدن تصرف و تدبیری کند و علاقۂ او بجسم درآئی نسبت خروج و دخول و اتصال و انفصال است چنانچہ معیت حق سبحانہٗ تعالیٰ با اشیا و لہٰذا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ

عرف ربہ' ازیں نفس کہ در حدیث واقع شدہ است ایں روح مراد است۔

(رسالہ تحقیق روح قلمی و مقابلہ)

رسالہ مطبوعہ

۶۔ **رسالۂ عقائد صوفیہ** یہ رسالہ حضرت میر سید محمد کالپوی کا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ فارسی زبان میں یہ رسالہ قلمی نسخہ کی صورت میں دائرہ شاہ اجمل میں حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی مدظلہ العالی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل کی لائبریری میں موجود ہے۔ حضرت سید شاہ محمد اجمل معروف سید میاں خلف اکبر قطب الکبیر حضرت مولانا سید محمد بشیر الہ آبادی سابق سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل نے اس رسالہ کو بھی زیور طبع سے آراستہ کرکے شائع کیا تھا۔ اس رسالہ میں وجود باری تعالیٰ سے متعلق صوفیوں کا کیا عقیدہ ہے اور کیا عقاید ہونے چاہئیں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ آپ کا دور وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی بحث کا دور تھا۔ آپ نے وحدۃ الوجود کو اپنے طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے اور صوفیائے کرام کے کیا خیالات اور اس سلسلہ میں کیا عقائد ہیں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ دلائل و براہین کے لئے آیات قرآنی، احادیث نبوی اور صوفیائے کرام کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ اقتباس ذیل سے وحدۃ الوجود کے متعلق حضرات صوفیا کے عقائد کا پتہ چلتا ہے۔

"الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم محمد وآلہ اجمعین۔ بداں اے عزیز! ارشدکم اللہ تعالیٰ کہ صوفیان محققین قائلین لوحدۃ وجود اند بذوق و وجدان خود صحیح چناں یافتہ اند و بریں عقیدہ داشتہ اند کہ حقیقت سبحانہ' تعالیٰ وجود است و آں وجود من حیث الحقیقت متعین نیست بل وجود مطلق است بایں معنی کہ آں وجود است و وجود باعتبار حقیقت نہ او را قید خاص است نہ قید عام و نہ او را قید اطلاق است و نہ قید تقید و آں وجود منقلب نگردد ولان فیہ اتصاف النقیض بالنقیض او اتحادھما ھما محالان لان ولان فیہ انقلاب الحقائق و ایں نیز محال است۔ پس چوں حقیقت آں وجود مطلق ہست در خارج ہمیشہ محقق بود امر کلی نباشد از جہت آنکہ سلب شی از نفس خود لازم می آید و ایں محال است و از جہت آنکہ ہست ہست است

امر ذہنی نیست کہ محتاج باشد بجزئیات وافراد خود در موجودیت خویش پس ہموں وجود مطلق واجب باشد آں وجود را صفت وجوب قیومیت و بقاو قدم وعظمت و جلال و علم و قدرت و جمیع صفات الٰہیہ ثابت اند"۔

(ماخوذ از رسالہ عقائد صوفیہ)

۷۔ رسالۂ فنا یہ رسالہ بھی حضرت میر سید محمد کالپوی کے رشحات قلم کا ثمرہ ہے۔ فارسی میں آپ نے یہ رسالہ رقم کیا ہے۔ اس رسالہ میں فنا کی قسمیں بیان کی ہیں۔ شلاً فنانی الافعال، فنافی الصفات، فنا فی الذات وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہے اور دلائل وبراہین کے لئے قرآن و احادیث، واقوال صلحا سے مدد لی گئی ہے۔ یہ رسالہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس میری رائے کی توثیق کے لئے پیش خدمت ہیں:۔

"می گوید فقیر دل شکستہ از خود رستہ محمد ابن ابی سعید الحسینی کہ ایں رسالہ ایست در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ ہر طالبے کہ بریں طریق سلوک نماید وسعی بلیغ بمقصود حقیقی کہ وصول حق است مشرف شود بداں اکنوں اے برادر فنا کہ اعظم احوال و مقامات اعلیٰ فقر است و بر سہ قسم است اول فنا فی الافعال دوم فنا فی الصفات سیوم فنا فی الذات۔ فنا فی الافعال عبارت است از بیرون آمدن سالک از اختیار خود و اختیار جمیع عالم یعنی ہر حرکاتی و سکناتی افعال و اقوالی کہ پیش ازیں بخود و بدیگراں نسبت می کرد واز خود واز دیگراں می دانست ہمہ را بالحق نسبت کند کہ افعال حق داند و بس افعال خود را نسبت حق چناں خیال کند کہ حرکت کلید بہ نسبت دست است و حرکات مردہ بہ نسبت غسال ہیچ جز یکے نسبت نہ کند کہ شرک و کفر نزد ایں طائفہ ہمیں است ؎

صیاد ازل کہ دانہ بر دام نہاد | مرغے بگرفت و داامش نام نہاد
ہر نیکی و بدی کہ در جہاں می گذرد | خود می کند و بہانہ بر عام نہاد
ناوک اندر کمانِ خود دارد | شاہداں را بہانہ در ابرو

(رسالہ فنا قلمی نسخہ شاہ اجمل لائبریری دائرہ شاہ اجمل الہ آباد)

۸۔ رسالۂ معرفت یہ رسالہ بھی حضرت میر سید محمد کالپوی کے تبحر کا

آئینہ دار اور آپ کے رشحاتِ قلم کا ثمرہ ہے۔ جو آپ نے طالبانِ معرفت کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں حضرت میر کالپی نے معرفت کی وضاحت کی ہے۔ نیز اس کے اقسام مثلاً معرفت استدلالی و معرفت وجدانی کی تشریح کی ہے۔ اور صوفیوں کے مختلف گروہوں کے اقوال کو کسوٹیوں پر پرکھا ہے اور کہیں کہیں ان پر گرفت بھی کی ہے اور اپنی آراء کو براہین و دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے معرفت کی راہوں کی بہت سی گتھیاں سلجھتی ہیں اور معرفت کے بہت سے اسرار و رموز سے پردے اُٹھتے ہیں۔ آپ کا اندازِ تحریر جالبِ توجہ اور غوامض سے پاک ہے۔ اس رسالہ کا قلمی نسخہ حضرت ابی و مرشدی حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل کے پاس موجود ہے۔ اس فقیر راقم الحروف کو اس رسالہ کی دید و مطالعہ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اقتباس ذیل سے ان کے خیالات و افکار کا بھی پتہ چلتا ہے اور ان کی زبان دانی، فن پر قدرت، اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑے سے بڑے مضمون کے بیان کرنے کے ملکہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے:۔

"بعد حمد ایزدی کہ حجابِ ذات وی نور است و نقاب وجہ وے کمال ظہور۔ ؎

خلل در دیدۂ ناقص فتادہ ‏ ‏ ‏ ‏ دگرنہ یار من از کس نہان است
لیس فی الوجود و الشہود سواہ ‏ ‏ ‏ ‏ ھو الموجود والمشہود لا الٰہ الا اللّٰہ
در ہر چہ کنم بہ تحقیق ‏ ‏ ‏ ‏ جز نور رُخ تو نیست منظور
در چشم یقین بجز یکے نیست ‏ ‏ ‏ ‏ احول کہ دو دیدہ است معذور

پس از درود سروری کہ ارتفاع حجب کون از ابصار و بصائر از دست و انکشاف سریان الوجود فی الکل سرائر بدو۔ و بر آل و اصحاب وے اجمعین الی یوم الدین می گوید الفقیر الی اللّٰہ الغنی المستغنی ہمن سواہ دل شکستہ از خود رستہ سید محمد بن ابی سعید کہ ایں چند کلمہ ایست از چند معقولات دل پسند از علم حقائق کہ بجہت انتفاع طالبان بر منصۂ بیان می آرد بدانکہ معرفت بر دو نوع است استدلالی و وجدانی۔ استدلالی آں است کہ از دیدن صنع بصانع می بردہ و وجدانی آنکہ نسبت ریاضات و مجاہدات و بمداومت بر ذکر و اعتصام بہمت مرشد فیض حق ذات سالک از ملابسات وجود منخلع گردد و از خودی و دوی رستہ شود و بایں حال رسد ؎

آں را کہ فنا شیوۂ فقر ایں است ‏ ‏ ‏ ‏ نے کفر یقیں نہ معرفت نہ دیں است
رفت او زمیاں ہمیں خدا ماند خدا ‏ ‏ ‏ ‏ الفقر اذا تم و ھو اللّٰہ ایں است

(ماخوذ از رسالہ معرفت قلمی)

۹۔ رسالہ عمل معمول حضرت میر سید محمد کالپوی کا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیرانِ سلف کے عقائد کے ساتھ ساتھ اپنے معمولات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ راقم الحروف کو مخدومی و مکرمی مولانا سید ضیاءالدین احمد معروف ضیا میاں سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف کے دولت کدہ "وضع پورا شریف ضلع کان پور" میں دستیاب ہوا۔ یہ رسالہ خاندانی بیاض میں موجود ہے جس میں مختلف رسائل مثلاً حضرت میر سید محمد کالپوی کے تمام رسائل، اس کے علاوہ احادیث منقول عن المشکوٰۃ، الدعاء عند اللہ، خواص آیۃ الکرسی، حصن حصین کے چند اقتباسات، رسالہ نفحات الانس، رسالہ ابو طالب مکی، رسالہ فی التوحید شیخ شہاب الدین سہروردی، رسالہ لدنیہ، ہدایت الطالبین، رسالہ فی شرح حدیث، مرصاد العباد، رشحات عین الحیات، رسالہ وجود حق تعالیٰ، ارشاد السالکین قابلِ ذکر ہیں۔ آمدم برسرِ مطلب رسالہ عمل معمول کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سید میر محمد کالپوی ایک عبقری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی نگاہ تمام نکات پر تھی۔ اور وہ سارے معمولات آپ نے نقل فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کے بعد بلند ترین مقام بندہ حاصل کرلیتا ہے۔ اس کا ایک ایک پل اپنے پروردگار کے لئے وقف ہوجاتا ہے۔ اس رسالہ کا اندازِ تحریر اسی شان کا ہے۔ غوامض سے پاک اور وضاحت کے ساتھ تمام اعمال بیان کئے ہیں۔ نمونہ سے میری رائے کی توثیق ہوسکتی ہے:۔

"بعد از حمد بے حد و پس صلوٰۃ بیعدد بیاران دینی و محبان یقینی موعظت آنکہ بعد از تطبیق عقائد خود بعقائد سلف از اعتقاد بہ بہشت و دوزخ و ثواب و عذاب و حور و قصور و جمیع آنچہ از قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد است و صوفیۂ صافیہ نیز دراں مخالف علماء ظاہر نیستند ہمیشہ با وضو باشند۔ اصلاً مطلقاً مگذارند کہ ہیچ وقتے و ساعتے بے وضو بر ود و بعد ہر وضو دوگانہ نیز بر عود لازم دارند کہ نزدیک مشائخ کار یست بزرگ و اصلی است قوی و طعام بے وضو نخورند و بعد از طعام دوگانہ تحیۃ الطعام مدام می کردہ باشند چنانچہ عمل ایں ضعیف بے بضاعت است و بعد خوردن طعام ایں دعا بخوانند الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام و ارزقنی من غیر حول منی ولا قوۃ و الحمد

لله الذی اطعمنی هٰذا الطعام وسقانی وا جعلنی من المسلمین۔ وار حدیث صحیح آمده است ہر کہ ایں ادعیہ بعد از طعام بخواند آں طعام بے حسابیہ باشد۔" (رسالۂ عمل معمول قلمی)

شعر و سخن

حضرت میر سید محمد کالپوی کو شعر و سخن سے بھی شغف تھا فارسی میں کلام کہتے اور احقر تخلص فرماتے تھے۔ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی حقر کی مناسبت سے محقر تخلص فرمانے لگے۔ بیعت سے پہلے شیخ محمد افضل کا تخلص شیخ تھا اور اس تخلص سے شروع کے کلام موجود ہیں۔ حالانکہ میر صاحب باقاعدہ شاعری نہیں کرتے تھے نہ آپ نے مجموعہ مرتب کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ جب آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی تو اظہار ذات اور اظہار جذبہ کی خاطر گاہے گاہے شعر کہتے۔ بحیثیت شاعر شیخ محمد ناصر افضلی فرزند حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ و نواسہ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے اپنے تذکرہ تذکرۃ الشعراء میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بعد اسی تذکرہ سے استفادہ کرکے قطب المنان حضرت سید شاہ علی کبیر معروف حضرت سید شاہ میر نجان الہ آبادی نے اپنے تذکرہ خازن الشعراء میں ذکر کیا ہے اور آپ ہی کے ذکر سے اپنے تذکرہ کا آغاز کیا ہے حضرت افضلی کے تذکرہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "آمدم بر تحریر عبارت حضرت افضلی قدس سرہٗ کہ آنچہ از اشعار آں حضرت انداز معرفت آثار بگوش ایں گناہگار از جاہائے منفرقہ رسیدہ یا از زبان دُرافشاں والد ماجد خود شنیدہ یا در بعض اوراق بحق بخط پدر بزرگوار خود دیدہ دریں جا تیمناً و تبرکاً قلمی می شود۔"

(خازن الشعراء قلمی مصنفہ سید علی کبیر معروف سید شاہ میر نجان الہ آبادی)

بزرگوں کی بیاضوں سے حضرت میر سید محمد کالپوی متخلص بہ احقر کے چند اشعار شاہ صاحب نے اپنے تذکرے میں نقل کئے ہیں جن سے آپ کے فن پر قدرت اور زبان کی چاشنی کا اندازہ ہوتا ہے ؎

چناں ز عشق مرا مست و بے خبر کردند
کہ گرچہ سر برود مستیم ز سر نرود

قلم شکستم و اوراق شستم و دیدم
کہ غیر یاد تو اے دوست جملہ بیکار یست

(خازن الشعراء قلمی و ضیاع محمدی قلمی)

این یک نفس کہ می رود از عمر ما دریغ
پس طرفہ گوہریست یقیں داں کہ بے بہاست
بہ بازارِ جہاں کردیم تحقیق
بہائے نیست دردِ دوستی را

وصال حضرت میر سید محمدؒ کالپوی کا وصال ۲۶ شعبان ۱۰۷۱ھ بروز دوشنبہ کالپی شریف میں ہوا اور مدرسہ میں مدفون ہوئے۔ تذکرہ نگار آپ کی وفات پر یوں رقم طراز ہیں:

"جناب ولایت مآب نور اللہ المحض و سر اللہ الاتم حضرت میر سید محمد ساکن کالپی است قدس اللہ سرہٗ و اوصلہ الینا برّہٖ ولادت آں حضرت معلوم نشدہ مگر وفات آں حضرت بتاریخ بست و ششم شعبان روز دوشنبہ سنہ یکہزار و ہفتاد و یک ہجری واقع شدہ و در مدرسہ شریفہ در کالپی مدفون شدند یزار و یتبرک بہ عضرت سید احمد سعید بن حضرت سید ابو سعید بن حضرت شاہ فضل اللہ بن حضرت میر سید احمد بن حضرت سید محمد کالپی قدمت اسرار ہم قطعہ تاریخ وفات آں حضرت گفتند ؎

چوں مسمی محمد مرسل	سید عارف از جہاں رفت
دیدہ از اشک خوں بخون نبشت	سینہ ام گشت ہم چو آہک تفت
چشم بینا نہ دیدہ نور آخر	چوں خرامش بزیر طارم ہفت
یک کم از سال رحلتش گفتم	قطب الاقطاب ایں زمانہ رفت

(خازن الشعراء قلمی مصنفہ سید شاہ میر جان الہ آبادی)

حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی خلیفۂ اجل حضرت موصوف نے ایک طویل مرثیہ مرثیۂ مرشد کے عنوان سے رقم کیا جس میں اس شعر سے تاریخ وصال نکالی ؎

یا خرد گفتم بگو سال وصالِ مرشدم	گفت کم بختی بیک کم سال نوت آں ہمام

۱۰۷۱ھ

(مرثیہ مرشد مصنفہ شیخ محمد افضل الہ آباد)

میر غلام علی آزاد بلگرامی مرید و خلیفہ حضرت شاہ لدھا بلگرامی نے قطعہ تاریخ ان

ان الفاظ میں کہا: ؎

غوثِ عالم یگانۂ دوراں | میر سید محمد ذیشاں
گفت تاریخ رحلتش آزاد | رفت قطبِ زماں بسوئے جناں

(ماٰثرالکرام وضیاءِ محمدی قلمی)

منشی احمد علی رسا مصنف ضیاءِ محمدی آپ کے وصال پر یوں رقم طراز ہیں:-

"روز رحلت آں جناب مردم از بے حواسی آب چاہ برائے غسل آوردند سرظرف شکستہ آب برزمیں افتاد و مردم متنبہ شدہ بہ آبِ دریا غسل دادند و وقت احتضار چشم مبارک بند دیدہ گمان بردند کہ بے ہوش اند خواستند کہ یاد از تہلیل دہند حضرت سید احمد خلف ارشد یا واز بلند گفتند کہ حضرت دریں وقت مردم چیزے می گویند چشم مبارک واکردہ فرمودند کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ و جان عزیز بجان آفریں سپردند اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط وصال آں جناب بتاریخ بست و ششم شعبان روز شنبہ سن یک ہزار و ہفتاد و یک ہجری وقوع یافتہ وانچہ از خامۂ ایں ہیچمرز ریختہ این است قطعہ ؎

چوں سید محمد شدہ در ملک عدم | از رحلتِ او خلق جہاں شد پرُ غم
تاریخ وفاتِ او چنیں طبع رسا | گفتا بہ جناں رفت قطب عالم

(ضیائی محمدی قلمی ص۲)

تعداد عمر شریف شصت و پنج سال است۔"

آپ کے خلیفۂ اجل قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے حضرت میر کالپی کے وصال پر ایک طویل مرثیہ لکھا جس پر حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل نے بڑا وقیع تبصرہ کیا اور حضرت میر کالپی کے حالات اور حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کے حالات کا اضافہ کرکے ماہنامہ کلیم دہلی میں شائع کرایا جس کی ادارت جوش ملیح آبادی کے سپرد تھی۔ اس مرثیہ کا ایک بند پیش خدمت ہے: ؎

سردفتر جریدۂ اربابِ معرفت | مقبولِ حق و زبدۂ اصحاب معرفت
یک نقطہ از بنانش و صد حل مشکلات | یک فصل از بیانش و صد باب معرفت
دانائے راز انفس و آفاق دانِش | ہر کس کہ ہست عارف آداب معرفت

بر روی جاں طالبِ اسرار ایزدی — مفتوح از توجہش ابواب معرفت
پیر طریقت اہلِ حقیقت امین شرع — سید محمد آگہ ز اسرار اصل و فرع

(مرثیہ مرشد قلمی و کلیم دہلی مطبوعہ)

منظوم شجرۂ عالیہ قادریہ میں پیرانِ عالیہ قادریہ کی مدح میں اس کمترین خلائق راقم مضمون ہذا نے چند بند آپ کی مدح میں بھی رقم کئے ہیں۔ سعادت دارین متصور کرتے ہوئے وہ۔ بند رقم کرنے کا شرف بھی حاصل کر رہا ہوں۔ قصیدہ کا نام مرج البحرین ہے۔

ہاں یاں سے تھوڑی دور یہ ہیں میر کالپی — دل میں بڑھا کچھ اور بھی توقیر کالپی
ظلمت کو قطع کرتی ہے تنویر کالپی — تمغہ ہے تیرے واسطے تصویر کالپی

سید محمد آنکہ ز اولادِ مصطفےٰ
آں نورِ چشم حیدر کرّار لافتیٰ

یہ سلسلہ ہے سارے زمانے میں مشتہر — واقف ہے اس کے فیض سے ہر صاحبِ نظر
اس کے تصرفات سے محفوظ ہر بشر — سب اس میں قطب وقت ہیں اور سب ہیں راہبر

الطاف سے نصیبۂ امت نکھار دیں
چاہیں تو پل جھپکتے ہی قسمت سنوار دیں

مشہور دو جہاں میں ہوئے قطب اولیا — دنیا بھی کہہ رہی ہے انھیں غوث اصفیا
زانو ادب سے تہ کئے بیٹھے ہیں اذکیا — ہیں نورِ چشم سید و سردار انبیاء

زنجیر بابِ علم ذرا کھٹکھٹا کے دیکھ
اپنا سرِ نیاز تو واں پہ جھکا کے دیکھ

بٹتا ہے جن کے در سے خزانہ وہ ان کا در — ہاں آستانہ ان کا ہے گنجینۂ گہر
ان کی ہر اک کے ظرف پہ ہر وقت ہے نظر — خواہش ہو جس کی جتنی ملے اس سے بیشتر

دامن بھرے بغیر کوئی بھی نہیں اُٹھا
اس در سے کوئی بھی کبھی خالی نہیں پھرا

اخلاق ان کا پرتوِ اخلاقِ مصطفےٰ — ایمان ان کا صورتِ ایمان مرتضیٰ
ایثار ان کا جذبۂ ایثار مجتبیٰ — جرأت میں کوئی بھی نہیں جز جانِ کربلا

ایمان ان کے ساتھ ہے حق ان کے ساتھ ہے
ہاں ہاں کلید گنج خدا ان کے ہاتھ ہے

ان کے تصرفات کی حد ہے نہ انتہا ہے ان کی ذات مظہرِ انوارِ قدسیہ
ہاں ہاں یہی ہیں نائبِ محبوبِ کبریا کرتے ہیں در پہ ناصیہ فرسائی اتقیا
جو در پہ آیا کامل و اکمل بنا دیا
جس پہ کرم کیا اُسے افضل بنا دیا

یہ منظوم شجرہ بعنوانِ قصیدہ "مَرَجِ البحرین" تقریباً ایک سو سینتیس [۱۳۷] بند پر مبنی ہے جس میں پیران سلسلہ عالیہ قادریہ کی حیات اور ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(مرج البحرین)

مآخذ حضرت قطب الاولیا غوث الاصفیا میر سید محمد کالپوی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنّا کی حیات اور ان کی خدمات سے بہت سے تذکرے بکھرے پڑے ہیں۔ زیادہ حالات آپ کے فارسی و عربی تذکروں میں رقم ہیں۔ اس کمترین خلائق کو چونکہ حضرت میر صاحب سے خاص نسبت ہے اس لئے ہمیشہ اس جستجو میں رہا کہ حضرت کے حالات اُردو میں بھی رقم کئے جائیں۔ چنانچہ تلاش و جستجو کے بعد جو مآخذ حاصل ہوئے ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور جن تذکروں کا علم ہوا اور ان کی زیارت حاصل نہ ہو سکی ان کو بھی فہرست میں شامل کر لیا تاکہ آنے والے محقق کو یہ علم ہو جائے کہ راقم مضمون ہٰذا نے جن تذکروں سے استفادہ کیا ہے ان کے علاوہ بھی اور تذکرے ہیں جن میں میر سید محمد کالپوی کے حالات رقم ہیں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مرثیہ مرشد قلمی مصنفہ قطب الاقطاب بانیٔ دائرہ حضرت شیخ محمد افضل الٰہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) ملاک الاعتقاد قلمی مصنفہ قطب الٰہ حضرت شاہ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۳) ثمرات قلمی مصنفہ قطب الٰہ عارف باللہ حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۴) کلمات مؤتلفہ۔ مصنفہ قطب الٰہ حق آگاہ حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۵) مکتوبات۔ حضرت قطب الٰہ شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) تذکرہ ذخیات الاعلام قلمی مصنّفہ حضرت عارف باللہ شیخ محمد یحییٰ معروف حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) تذکرۃ الشعراء قلمی مصنفہ قطب الاکابر حضرت شیخ محمد ناصر افضلی سجادہ نشین دائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) بیاض قلمی قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجادہ نشین دائرہ۔

(۹) خازن الشعراء قلمی مصنفہ قطب المنان حضرت سید شاہ علی کبیر معروف شاہ میر بجان الہ آبادی سجادہ نشین آستانہ حنیدیہ غازی پور و شاہ ولی سکندر پور

(۱۰) آئینہ محمدی قلمی مصنفہ زبدۃ الکاملین قطب الاحد حضرت سید شاہ آل احمد معروف اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱) کاشف الاستار قلمی مصنفہ قطب العرفاء حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) ماثر الکرام مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی مرید و خلیفہ حضرت شاہ لدھا بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارضاہ۔

(۱۳) مرآۃ محمدی قلمی مصنفہ سید طالب علی داعی پوری علیہ الرحمۃ۔

(۱۴) ضیاء محمدی قلمی مصنفہ منشی احمد علی رسا علیہ الرحمۃ۔

(۱۵) مضمون مصنفہ قطب الصمد حضرت مولانا سید نذیر احمد الہ آبادی رضی اللہ عنہ بعنوان دائرہ شاہ اجمل اور شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی رسالہ اردو اورنگ آباد ۱۹۳۲ء

(۱۶) مضمون حضرت قطب الصمد حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل بعنوان قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل۔ معارف ۱۹۳۱ء

(۱۷) تبصرہ بر مرثیہ مرشد مرتبہ شاہ سید احمد اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل ماہنامہ کلیم دہلی ۱۹۳۲ء

(۱۸) تذکرۂ مشائخ سلسلہ قادریہ مصنفہ سید محمد اکمل اجملی نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل (غیر مطبوعہ)

(۱۹) تذکرہ سراج منیر مصنفہ سید محمد اکمل اجملی نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل (غیر مطبوعہ)

اسمائے گرامی سجادہ نشینان خانقاہ محمدیہ کالپی شریف

(۱) بانی خانقاہ محمدیہ زبدۃ العارفین مخدوم الواصلین قطب الاولیا حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) سلطان الاولیا حضرت میر سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) عارف باللہ حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) حضرت سید الاولیا حضرت سید شاہ سلطان مقصود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) قطب الکاملین حضرت سید شاہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) ولی کامل حضرت سید شاہ احمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) سید العارفین واقف اسرار خفی و جلی حضرت سید شاہ حسین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) مقرب بارگاہ محمدی حضرت سید شاہ خیرات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) قطب الصمد حضرت سید شاہ نور محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) قطب الاحد حضرت سید شاہ ظہور محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱) زبدۂ خاندان محمد و احمد حضرت حافظ حاجی سید سلطان احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) سید الکاملین حضرت سید شاہ فضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳) مخدوم الکاملین حضرت سید شاہ قطب الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴) سید العارفین حضرت سید شاہ معیز الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) مخدومی و معظمی سیدی و سندی حضرت سید شاہ ضیاء الدین احمد مدظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ محمدیہ کالپی شریف۔

شجرۂ سلاسل

سلسلۂ قادریہ :۔ سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سید الاولیا امیر المومنین امام المسلمین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ سید السادات حضرت امام حسین ؑ، حضرت سیدنا امام زین العابدین، حضرت سیدنا امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام موسیٰ رضا، حضرت داؤد طائی، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابو بکر شبلی، حضرت عبد الواحد، حضرت یوسف طرطوسی، حضرت ابو الحسن قریشی، حضرت ابو سعید مبارک مخذومی، حضرت سید القادر جیلانی غوث پاک، حضرت سید عبد الرزاق قادری، حضرت ابو محمد صالح، حضرت محی الدین ابو لنصر، حضرت سید محمد قادری، حضرت سید حسن قادری، حضرت سید محمد قادری، حضرت سید علی قادری، حضرت سید موسیٰ قادری، حضرت سید حسن قادری، حضرت سید احمد جیلانی، حضرت شیخ بہاء الدین، حضرت سید ابراہیم ایرجی، حضرت شیخ محمد بھکاری، حضرت قاری ضیاء الدین معروف قاضی جیا، حضرت شاہ جمال اولیا کوڑوی، حضرت میر سید محمد کالپوی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلسلہ چشتیہ :۔ سید الکونین جد الحسن والحسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت امیر المومنین امام المسلمین سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت حسن بصری، حضرت عبد الواحد بن زید، حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض، حضرت ابراہیم ادہم، حضرت حذیفۃ المرعشی حضرت ہبیرۃ بصری، حضرت شمشاد دینوری، حضرت ابو اسحاق شامی، حضرت ابو احمد چشتی، حضرت ابو محمد چشتی، حضرت ابو یوسف چشتی، حضرت خواجہ مودود چشتی، حضرت حاجی شریف زندنی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت صدر الدین طبیب دلہا، حضرت شیخ فتح اللہ اودھی، حضرت شیخ محمد عیسیٰ جون پوری، حضرت شیخ بہاء الدین جون پوری، حضرت مخدوم جہانیاں، حضرت جمال اولیا کوڑوی، حضرت میر سید محمد کالپوی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ سہروردیہ :۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت حسن بصری، حضرت داؤد طائی، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت شمشاد دینوری، حضرت شیخ احمد دینوری، حضرت شیخ ابو حفص عمر، حضرت ابو نجیب سہروردی، حضرت شیخ

شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ ذکریا ملتانی، حضرت شیخ صدرالدین، حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح، حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت معروف حضرت سید جلال بخاری، حضرت سید راجو قتال، حضرت شیخ علاء الدین، حضرت شیخ بہاء الدین جون پوری، حضرت ادھن جون پوری، حضرت شیخ قطب الدین، حضرت شیخ قیام الدین، حضرت سید جمال اولیا کوڑوی، حضرت میر سید محمد کالپوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ مداریہ:۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت سیدنا علی ابن ابیطالب، حضرت شیخ امین الدین، حضرت شیخ عبدالاول، حضرت شیخ عبداللہ، حضرت شاہ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار، حضرت سید اجمل، حضرت سید محمد بن مبارک، حضرت سید جلال الدین عبدالقادر، حضرت شیخ قطب الدین، حضرت شیخ قیام الدین، حضرت شیخ جمال اولیا کوڑوی، حضرت میر سید محمد کالپوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ نقشبندیہ:۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت سیدنا امام زین العابدین، حضرت سیدنا امام محمد باقر، حضرت سیدنا امام جعفر صادق، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی، حضرت شیخ ابو علی فارمدی، حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی، حضرت عبدالخالق غجدوانی، حضرت خواجہ عارف ریوگری، حضرت خواجہ محمود انجیری فغنوی، حضرت خواجہ علی رامیتنی، حضرت خواجہ محمد باباسماسی، حضرت سید امیر کلال، حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند، حضرت شیخ یعقوب چرخی، حضرت خواجہ عبداللہ احرار، حضرت خواجہ عبدالحق، حضرت خواجہ محمد یحییٰ، حضرت امیر عبداللہ، حضرت سید ابوالعلا اکبرآبادی، حضرت میر سید محمد کالپوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

طریق دیگر حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(ضیاء محمدی قلمی، مکتوبات شاہ محمد خوب اللہ جلد اول اجازت نامہ شیخ محمد افضل بنام سید سلطان مسعود مرید وخلیفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی قلمی بیاض شاہ محمد اجمل الہ آبادی قلمی)

تعمیرات کالپی شریف و چورا شریف

کالپی شریف :-

(۱) حضرت میر سید محمد کالپوی نے شہنشاہ شاہ جہاں بادشاہ خانقاہ محمدیہ مسجد اور مغرب جانب دالان تعمیر کیے۔

(۲) حضرت میر سید محمد کالپوی کے بعد آپ کے فرزند حضرت میر سید احمد کالپوی کے زمانۂ سجادگی میں احاطۂ خانقاہ و کنواں و دالان شمال جانب تعمیر ہوئے۔

(۳) اس کے بعد حضرت میر سید محمد کالپوی کے مزار اقدس پر پُرشکوہ گنبد تعمیر کیا گیا۔

(۴) حضرت سید محمد اعظم کے دور میں حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی کی مزار پر گنبد تعمیر ہوا۔

(۵) شمال کی جانب حضرت سید شاہ ظہور محمد صاحب کے مزار پر چھوٹا گنبد تعمیر کیا گیا۔

تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ مصلیان مسجد و زائرین خانقاہ کے تعاون سے یہ تمام تعمیرات کے انجام پانے کی امیدیں ہیں۔ اپنے پیران عظام و مشائخ کرام کی یادگاریں قائم رکھنی اور روز بروز اس میں ترقی دینا ہر مرید و معتقد کا فرض ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ تعاون دیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک دن یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔

چورا شریف :- مشرق اور شمال کے کونے پر حضرت سید سلطان احمد صاحب قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے جس پر ایک گنبد ہے۔ اس کے باہر حضرت سید شاہ قطب الدین اور حضرت سید شاہ معیز الدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات مقدسہ ہیں۔ اسی سے ملحق ایک مسجد بھی ہے۔ ہمیں اس کی طرف بھی دھیان دینا ہے اور زیادہ سے زیادہ تعاون دے کر ان باقیات کو قائم و دائم رکھنا ہے۔

خانقاہ کا صدر دروازہ بانی خانقاہ کے شایانِ شان تعمیر ہونا بہت ضروری ہے۔ اس طرف بھی مریدین و معتقدین کو سوچنا چاہیے۔ جب تک یہ مذہبی و علمی مراکز زندہ و باقی ہیں۔ ہمیں راہ مستقیم سے بڑی سے بڑی طاقتیں ہٹا نہیں سکتیں۔

کاتب : عبداللطیف

Qutubul Aolia 1987

Rs. 5-00

HAMARI KITABEN

ZAD-E-SAFAR

Rs. 3-00

Ghausul Azam

Rs. 3—00

Wan Najm

Rs. 3—00

ANNABI

Rs. 3—00

Anamta

Rs. 6—00

Siraj-e-Muneer

Rs. 50—00

Publisher :

Shah Ajmal Ishat Ghar

190, Daira Shah Ajmal, Allahabad